اولاد کی تربیت

کوتاہیاں اور رہنما اصول

تالیف

محمد رضی الرحمن قاسمی

(استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ، کیرلا)

ناشر

الیسر لائبریری، علیم آباد نمرولی، دربھنگہ، بہار، انڈیا

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب	:	اولاد کی تربیت --کوتاہیاں اور رہنما اصول
مصنف	:	محمد رضی الرحمن قاسمی
صفحات	:	۸۰
کمپوزنگ :	:	مولانا رضوان نستار
سرِ ورق	:	محمد عمران (شکاری پور)
سن اشاعت اول	:	۱۴۳۲ھ -- ۲۰۱۱ء
سن اشاعت ثانی	:	۱۴۴۷ھ -- ۲۰۲۶ء
قیمت	:	
ناشر	:	الیسر لائبریری، علیم آباد نمرولی، دربھنگہ، بہار، انڈیا

ملنے کے پتے

مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، پوسٹ بیرول، ضلع دربھنگہ (بہار)

مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره، دربھنگہ (بہار)

جامعہ ضیاء العلوم، کنڈلور، کنداپور، اڈپی (کرناٹک)

انتساب

اس مقدس ذات کے نام، جو دنیا کے سب سے بہترین مربی
اور سب سے اچھے والد تھے۔
صلی اللہ علیہ وسلم
اس اعتراف اور درخواست کے ساتھ

جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا

یایہا الذین آمنوا قوا أنفسکم وأھلیکم نارا۔ (التحریم:٦)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ (جہنم) سے بچاؤ!

ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته۔ (صحیح بخاری: ۷۱۳۸)

آگاہ رہو! تم میں سے ہر شخص ذمہ دار اور نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحت کے سلسلہ میں پوچھ گچھ ہوگی۔

مانحل والد ولدا من نحل أفضل من أدب حسن۔ (ترمذی: ۱۹۵۲)

والد کی طرف سے اپنی اولاد کو دیا جانے والا سب سے اچھا اور قیمتی تحفہ اچھی تربیت ہے۔

فہرست

عرض ناشر : مولانا نور الاسلام مظاہری ۱۲
مقدمہ : حضرت مولانا قاضی محمد قاسم مظفر پوری دامت برکاتہم ۱۴
تقریظ : حضرت مولانا محمد صفی الرحمن قاسمی دامت برکاتہم ۱۶
ابتدائیہ : مؤلف ۱۷

پہلا باب

تربیت میں ہونے والی غلطیاں اور کوتاہیاں

☆اولاد کی تربیت میں غلطی اور کوتاہی کی ممانعت ۲۳
☆تربیتِ اولاد میں ہونے والی چند بڑی غلطیاں اور کوتاہیاں ۲۴
☆فضول چیزوں کا دل میں ڈر اور خوف بیٹھا دینا ۲۵
☆سرکش اور زبان دراز بنا دینا ۲۶
☆بہت زیادہ ناز ونعم کا عادی بنا دینا ۲۷
☆ہر خواہش پوری کرنا ۲۷
☆رونے پر ہر بات مان لینا ۲۸
☆چھوٹے بچے کو سائیکل اور گاڑی وغیرہ دینا ۲۸
☆ضرورت سے زیادہ سختی کرنا ۲۹
☆محبت وشفقت سے محروم رکھنا ۲۹
☆بچوں پر خرچ کرنے میں بخل کرنا ۳۰
☆بچوں سے بہت زیادہ اچھا گمان رکھنا ۳۱

☆بچوں سے بے جا بدگمانی رکھنا ٣٢
☆اولاد کے درمیان تفریق کرنا ٣٣
☆ضرورت کے باوجود لڑکوں کی شادی نہ کرنا ٣٤
☆لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کرنا اوران کی کمائی کھانا ٣٤
☆اولاد کے لئے غیر مناسب رشتہ کا انتخاب کرنا ٣٤
☆بُرے اور نامناسب نام رکھنا ٣٥
☆ماں باپ کا زیادہ تر گھر سے باہر رہنا ٣٦
☆جھنجھلاہٹ میں بددعائیہ جملے کہنا ٣٧
☆نامناسب باتیں اور حرکتیں سکھانا ٣٨
☆اولاد کے سامنے غلط کاموں کا ارتکاب کرنا ٣٨
☆غلط چیزیں گھر میں لانا ٣٩
☆بچوں کا بستر الگ نہ کرنا ٣٩
☆ماں باپ کے درمیان بہت زیادہ ناچاقی کا ہونا ٤٠
☆ماں باپ کی بات اور عمل میں دورخی ہونا ٤١
☆آیا کے انتخاب میں غلطی کرنا ٤٢
☆لڑکیوں کو بغیر محرم کے باہر نکلنے کی اجازت دینا ٤٢
☆فون اور موبائل کے سلسلہ میں بے احتیاطی برتنا ٤٣
☆زیرِ مطالعہ کتابوں کے سلسلہ میں غفلت برتنا ٤٤
☆بچوں کی توہین کرنا اوران کو ہمت نہ دلانا ٤٤
☆ذمہ داری اٹھانے کی تربیت نہ دینا ٤٥

☆اولاد کی نفسیات کو نہ سمجھنا ۴۶
☆عمر کی رعایت نہ کرنا ۴۶
☆تربیتِ اولاد میں ناکام لوگوں کو برا بھلا کہنا ۴۷
☆تعلیم نہ دینا ۴۷
☆دینی تعلیم نہ دینا ۴۸
☆تعلیم گاہ (اسکول، مدرسہ) کے انتخاب میں لاپرواہی برتنا ۴۸
☆بچوں کے گھر کے تعلیمی کاموں میں مدد نہیں کرنا ۵۰
☆بچوں کی موجودگی میں ان کی غلطیوں کا دفاع کرنا ۵۰

دوسرا باب

بہتر تربیت کے چند رہنما اصول

☆اسلام اور تربیتِ اولاد ۵۵
☆نکاح کے لئے نیک عورت کا انتخاب کرنا ۵۵
☆صالح اولاد کے لئے دعا کرنا ۵۶
☆اولاد کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا ۵۷
☆اچھی تربیت پر اللہ سے مدد چاہنا ۵۸
☆اولاد کے لئے دعا کرنا ۵۸
☆بچوں کے اچھے نام رکھنا ۵۹
☆ایمان وعقائد کی باتیں اولاد کے دل میں بیٹھانا ۵۹
☆اعلیٰ اخلاق و کردار سے آراستہ کرنا ۶۰

☆ بُرے اخلاق سے بچانا ۶۱
☆ اسلامی آداب سکھانا اور اس کا عادی بنانا ۶۱
☆ بچوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنا ۶۲
☆ قرآنِ کریم یاد کرانا ۶۲
☆ دعائیں یاد کرانا ۶۳
☆ عملی نمونہ بن کر دکھانا ۶۴
☆ وعدہ پورا کرنا ۶۴
☆ بُری چیزوں سے بچانا ۶۵
☆ کھیل کود کی اچھی چیزیں فراہم کرنا ۶۵
☆ جنسی بے راہ روی کے اسباب سے بچانا ۶۵
☆ زیادہ زیب وزینت اختیار کرنے سے بچانا ۶۶
☆ چستی اور محنت کا عادی بنانا ۶۶
☆ گفتگو، کھانے پینے اور سونے میں بے اعتدالی سے بچانا ۶۷
☆ نماز کا شوق دلانا ۶۷
☆ بچوں کے رجحان کو جاننا اور اس کی رعایت کرنا ۶۸
☆ اظہارِ رائے کی جرأت پیدا کرنا ۶۹
☆ بچوں سے مشورہ کرنا ۶۹
☆ بچوں پر کچھ ذمہ داریاں ڈالنا ۷۰
☆ سماجی کاموں میں شرکت کا عادی بنانا ۷۱
☆ فیصلہ لینے کا سلیقہ پیدا کرنا ۷۱

☆عمر کی رعایت کرتے ہوئے معاملہ کرنا ۷۱
☆بچوں کو وقت دینا ۷۲
☆بچوں کے درمیان عدل کرنا ۷۳
☆بچوں کے جذبات کی تسکین کرنا ۷۳
☆اولاد پر بہتر انداز میں خرچ کرنا ۷۴
☆بچوں میں ایثار کے جذبے کو پروان چڑھانا ۷۴
☆بچوں کی بات توجہ سے سننا ۷۵
☆بچوں کی نگرانی رکھنا ۷۶
☆بچوں کے اچھے دوستوں کا احترام کرنا ۷۷
☆برے دوستوں سے بچانا ۷۸
☆چشم پوشی کرنا ۷۹
☆غلطی کو بڑا بنانے سے گریز کرنا ۷۹
☆اصلاح کا موقع دینا ۸۰
☆سزا دینا ۸۰
☆سختی کے ساتھ نرمی کرنا ۸۱
☆میاں بیوی کے درمیان خوشگوار تعلقات کا ہونا ۸۲
☆طلاق کی صورت میں دل میں اللہ کا خوف رکھنا ۸۲
☆صحیح اسکول اور مدرسہ کا انتخاب کرنا ۸۳
☆گھر میں علمی وثقافتی مجالس اور مقابلے رکھنا ۸۴
☆بچوں کی لائبریری بنانا ۸۴

☆ دینی اور ثقافتی مجلسوں میں لے جانا ۸۵
☆ اولاد کے ساتھ سفر کرنا ۸۵
☆ بچوں کو نیک اور قابل لوگوں سے مربوط رکھنا ۸۵
☆ لڑکیوں کو دینی و دنیوی ضروری چیزوں کی تعلیم دینا ۸۶
☆ لڑکیوں کو تنہا باہر نہ نکلنے دینا ۸۶
☆ تشبہ اختیار کرنے سے روکنا ۸۷
☆ اختلاط سے بچانا ۸۸
☆ مناسب وقت پر شادی کر دینا ۸۹
☆ نتائج کے سلسلہ میں عجلت نہ کرنا ۸۹
☆ مایوس نہ ہونا ۹۰
☆ نیکی کے کاموں میں بچوں کا تعاون کرنا ۹۰
☆ اولاد کے اچھے کاموں کو یاد رکھنا ۹۰
☆ تربیت کے سلسلہ میں تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرنا ۹۱
☆ تربیت سے متعلق مفید کتابیں پڑھنا ۹۱
☆ اچھی تربیت کے دنیوی اور اخروی فائدوں کو یاد رکھنا ۹۲
☆ تربیت میں غفلت کے انجام کو ذہن میں رکھنا ۹۲
☆ خلاصہ بحث ۹۳

عرض ناشر

امت کا ایک بڑا طبقہ اس وقت بگاڑ اور فساد کا شکار ہے؛ چنانچہ اس عہد میں جن چیزوں کی زیادہ ضرورت ہے، ان میں سے ایک منظم اور وسیع پیمانے پر اصلاح معاشرہ کی کوشش ہے اور اصلاح معاشرہ کے لئے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ مختلف مناسبتوں سے علماء اپنی تقریروں اور خطابات کے ذریعہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کی طرف لوگوں کی توجہ دلائیں اور انہیں ان سے بچنے کی ترغیب دیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان برائیوں پر وارد مذمت سے آگاہ کریں، وہیں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اصلاحِ معاشرہ سے متعلق پمفلٹ اور چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی لوگوں تک پہونچائی جائیں۔

کسی بھی معاشرہ کے صلاح اور فساد میں نوجوانوں کا اہم رول ہوتا ہے کہ معاشرہ کی اصل عملی طاقت ان سے ہی ہوتی ہے اور نوجوانوں کی اصلاح کے لئے ان کی اچھی تربیت ایک ضروری چیز ہے، اسی پس منظر میں مخدوم زادہ عزیزی القدر مولانا رضی الرحمن قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مختصر کتاب ''اولاد کی تربیت -- کوتاہیاں اور رہنما اصول'' لکھی ہے، عزیزی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد سے انہوں نے تخصص فی الفقہ کیا ہے اور مزید ایک سال حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب زید مجدہ کی زیر سرپرستی شعبۂ تربیت تحقیق میں بھی رہے ہیں، ان دنوں الجامعۃ الاسلامیۃ شانتاپورم، کیرلا میں کلیۃ الشریعہ واصول الدین کے استاذ ہیں اور فاصلاتی نظام تعلیم کے ذریعہ بی اے (سال آخر) کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں، اور ابھی چند ماہ پہلے ان کی وقیع تصنیف ''ظلم و زیادتی اور عدم مناسبت کی وجہ سے فسخ نکاح'' چھپ کر آئی ہے۔

مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، دربھنگہ --جس کی خدمت اور انتظام مجھ سے متعلق ہے--کے لئے یہ خوشی بلکہ سعادت کی بات ہے کہ اس عمدہ کتاب کی نشر واشاعت کا کام اس مدرسہ کے حصہ میں آرہا ہے؛ کیوں کہ اس مدرسہ کے بنیادی مقاصد میں سے جہاں دینی تعلیم کو فروغ دینا ہے، وہیں عوام تک صحیح اسلامی تعلیمات کو پہونچانا اور معاشرہ کی اصلاح کی کوشش بھی ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مصنف اور ادارہ کی طرف سے اس کتاب کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لئے نافع اور مفید بنائے اور قارئین سے درخواست ہے کہ مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، دربھنگہ کے لئے بھی خصوصیت سے دعا فرمائیں؛ اس لئے کہ یہ مدرسہ علمی اور معاشی اعتبار سے پسماندہ خطہ میں علم دین کی روشنی پھیلانے کی کوشش کررہا ہے کہ اللہ اس کو ہر اعتبار سے ترقی عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرور فتن سے محفوظ رکھے اور اس کی معاشی ضرورتوں کی خزانۂ غیب سے کفالت فرمائے۔ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر**

۷/ جمادی الاولی ۱۴۳۲ھ　　　نورالاسلام مظاہری

۱۱/اپریل ۲۰۱۱ء　　　ناظم مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، دربھنگہ

مقدمہ

حضرت مولانا قاضی محمد قاسم صاحب مظفر پوری
قاضئ شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ

الحمدللہ الذی تتم بنعمته و قدرته و توفیقه الصالحات، والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الکائنات، وعلیٰ آله واصحابه وذریاته الطیبات، امابعد!

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے انسانوں کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، واسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة کے ذریعہ امتناناً اس کو ذکر فرمایا، نعمتیں دنیوی ہوں یا اخروی، چھوٹی ہوں یا بڑی اس کا احصاء واحاطہ ناممکن ہے، انہیں نعمتوں میں ایک وہ نعمت ہے، جس کے مانگنے کا اللہ کے مخصوص بندے ''عباد الرحمن'' اپنی تہجد کی خاص دعاؤں میں اہتمام کرتے تھے: والذین یقولون ربنا هب لنا من أزواجنا وذریاتنا قرة أعین و جعلنا للمتقین اماماً--- اور پیغمبروں کی دعا میں ہے: رب هب لی من الصالحین اور حضرت محمد ﷺ کی دعا ہے: اللهم انی اسئلک صالح ماتوتی الناس من المال والاهل و الولد غیر ضال و لا مضل۔ پس اولاد جو بڑی نعمت ہے، اس کی ہمہ جہت تربیت کرنا اور آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے۔

اولاد کی تربیت کے تعلق سے الحمدللہ بہت ساری کتابیں مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، زیرِ نظر کتاب ''اولاد کی تربیت--- کوتاہیاں اور رہنما اصول'' عزیز مؤقر، صالح و باصلاحیت نوجوان مولانا محمد رضی الرحمن قاسمی بن مولانا محمد صفی الرحمن قاسمی (استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ شانتاپورم، کیرلا) کی تصنیف ہے، عزیزی سلمہٗ نے بڑی عرق ریزی

سے اس موضوع پر اہم اصلاحی مواد جمع کر دیا ہے، بچوں کی نفسیات اور تعلیم و تربیت کے ماہرین کی قیمتی آراء کو جمع کر دیا ہے، یہ مختصر کتاب تمام اولیاء، اساتذہ اور مربیان کے لئے ایک نادر علمی تحفہ ہے، اس کتاب سے بچے بچیوں کی تربیت کے زریں اصولوں کی رہنمائی ملتی ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا الجزاء

اس سے قبل بھی عزیزی سلمہٗ نے موجباتِ فسخ پر ایک نہایت ہی قیمتی کتاب ائمۂ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں ترتیب دی ہے، جو تمام علماء خاص کر مفتیانِ کرام اور کارِ قضاء انجام دینے والوں کے لئے ایک بہت ہی قیمتی سوغات ہے۔۔۔ عزیزی موصوف کے والدین نے ان کا نام ''محمد رضی الرحمن'' رکھا ہے، اسی کی مناسبت سے ان کے لئے میری طرف سے یہ دعا ہے: واجعلہ رب رضیا! حق تعالیٰ ان کی علمی کاوشوں سے امت کو خوب فائدہ پہونچائے اور انہیں مزید بلند پایہ دینی و علمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے! آمین یارب العالمین۔

(حضرت مولانا) محمد قاسم

۶/۵/۲۰۱۱ء

تقریظ

حضرت مولانا محمد صفی الرحمن قاسمی صاحب، دامت برکاتہم
(صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ، شکرپور بھرواڑہ، دربھنگہ، بہار)

میرے بیٹے عزیزی محمد رضی الرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ''اولاد کی تربیت ---کوتاہیاں اور رہنما اصول''، لکھی ہے، اس میں اس نے ماں باپ کی طرف سے تربیت میں ہونے والی عمومی غلطیوں پر متنبہ کیا ہے، پھر کتاب وسنت کی روشنی میں اولاد کی عمدہ تربیت کے سلسلہ میں ساٹھ سے زیادہ رہنما اصول بیان کئے ہیں، عزیزی سلمہٗ کی یہ ایک بہت ہی مفید کوشش ہے، یہ مختصر کتاب اس لائق ہے کہ ہر ماں باپ اس کو پڑھیں۔

اس کتاب کی طباعت پر مجھے بہت خوشی حاصل ہو رہی ہے عزیزی سلمہ کی ابھی چند ماہ پہلے ہی قضا سے متعلق ایک کتاب ''ظلم و زیادتی اور عدم مناسبت کی وجہ سے فسخ نکاح'' کے نام سے طبع ہوئی ہے دعا ہے کہ اللہ میرے اس نور نظر کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، صحت وعافیت کی دولت سے مالا مال کرے، اس سے زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت لے، ان خدمات کو لوگوں کے لئے نافع بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لئے اور اس کی ماں کے لئے اسے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ ربنا هب لنا من أزواجنا و ذرياتنا قرة أعين و جعلنا للمتقين اماما۔

۸/جمادی الاول ۱۴۳۲ھ   (حضرت مولانا) محمد صفی الرحمن قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

اولاد جہاں اللہ تعالی کی طرف سے ماں باپ کے لئے بہت ہی پیارا تحفہ ہے، گھر کی رونق اور ماں باپ کے سینے کی ٹھنڈک ہے، ان کی محبتوں اور تمناؤں کا مرکز ہے، وہ اللہ تعالی کی طرف سے عطا کی ہوئی امانت بھی ہے اور قیامت میں اس کے سلسلہ میں ماں باپ سے پوچھ گچھ بھی ہوگی --- اولاد کی اچھی تعلیم اور عمدہ تربیت کی فکر کرنا اور یہ دونوں چیزیں اسے دینا ماں باپ کا فریضہ ہے اور اس کی تربیت سے کوتاہی برتنا امانت میں خیانت ہے۔

ماں باپ کی گود اور گھر بچوں کے لئے پہلا مدرسہ اور تربیت گاہ ہے، ماں باپ کے افکار و اعمال اور اخلاق و کردار سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اولاد کو متاثر کرتے ہیں، اسی حقیقت کی طرف جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مبارک فرمان میں اشارہ فرمایا ہے:
”**کل مولود یولد علی الفطرۃ، فأبواہ یھودانہ أو ینصرانہ أو یمجسانہ۔** (۱) ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں --- ایک ایسا گھر جہاں اللہ سے خوف، رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا جذبہ، دین اسلام سے محبت، اللہ کی طرف سے متعین کردہ حلال و حرام کے حدود کی رعایت، انسانی ہمدردی اور باہمی محبت و تعاون کی فضا ہو، وہ گھر امت مسلمہ اور معاشرہ کو مصلح، قائد اور رہبر دیتا ہے اور جس گھر کی فضا دینی اور اخلاقی اعتبار سے پست ہو، وہاں سے ایسے افراد نکلتے ہیں، جو ملک وملت کے لئے باعث شرم اور معاشرہ کے لئے ناسور بن جاتے ہیں۔

---

۱) بخاری عن ابی ھریرۃ، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، حدیث نمبر: ۱۳۸۵

چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مدرسہ، اسکول، سوسائٹی، عام لوگ اور اساتذہ کی طرف سے دی جانے والی تربیت اور وہاں کے ماحول سے متاثر ہونے سے پہلے بچوں پر والدین کی تربیت اور گھر کے ماحول کا اثر ہوتا ہے اور ان کے صلاح اور بگاڑ میں ماں باپ کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے، چنانچہ سڑکوں پر بے کار پھرنے والے اوباش افراد دینی ،فکری، اخلاقی ہر اعتبار سے بے راہ روی میں مبتلا نئی نسل کی زندگی کا آپ گہری نظروں سے جائزہ لیں گے اور ان کی فکری انحراف اور بے راہ روی کے اسباب تلاش کریں گے،تو ایک بڑی اور اہم وجہ ماں باپ کی تربیت کے تعلق سے کوتاہی اور محبت کی شکل اور لباس میں ان کی عداوت و دشمنی نظر آئے گی۔

تربیت اولاد کے تعلق سے یہ مختصر تحریر حاضر خدمت ہے، اس میں نہ کوئی پیچیدہ فلسفیانہ بحث کی گئی ہے اور نہ ہی دقیق علمی مباحث بیان کئے گئے ہیں ؛ بلکہ اس میں تربیت اولاد کے تعلق سے معاشرہ میں ہونے والی بے اعتدالیوں اور کوتاہیوں کو ذکر کیا گیا ہے، جن کی طرف بعض ماں باپ کی توجہ ہی نہیں جاتی ہے اور بعض ماں باپ جانتے بوجھتے بہ تکلف اسے نظر انداز کرنے کی نامناسب کوشش کرتے ہیں اور ان بے اعتدالیوں کو اپنی ضمیر کی آواز کے خلاف محبت یا تربیت کا نام دیتے ہیں، پھر کتاب وسنت کی روشنی میں بہت ہی سادہ اسلوب میں اولاد کی تربیت کے سلسلہ مین ان باتوں کو واضح کیا گیا ہے، جن کی رعایت دینی، فکری، اخلاقی اور جسمانی ہر اعتبار سے ان کی بہتر نشوونما کے لئے مفید ہو۔

اس تحریر کا مقصد ان ماں باپ کے دلوں پر دستک دینا ہے، جو اولاد کی بہتر تربیت سے غافل ہیں اور ان ماں باپ کی کتاب وسنت کی روشنی میں رہنمائی ہے، جو یہ جذبہ رکھتے ہیں کہ انہیں اپنی اولاد کی بہتر تربیت کرنی ہے، اگر یہ تحریر سوئے ہوئے دلوں کو جگانے اور بہتر تربیت کی تڑپ رکھنے والے ماں باپ کے لئے رہنما ثابت ہو،تو اس حقیر کی محنت وصول

ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں اس حقیر نے کتاب وسنت، ذاتی مشاہدہ کے علاوہ متعدد عرب علماء اور اسکالرس کی تحریروں ـــــ **أخطار تهدد البيوت :محمد منجد، وحصوننا مهددة من داخلها:دكتور محمد محمد حسين، سموم على الهواء:فريد تونى، كيف نربى اولادنا:محمد منجد** ،اور خاص کر **التقصير فى تربية الاولاد :محمد بن ابراهيم الحمد** ــــــ سے بھی استفادہ کیا ہے، یہ حقیر ان تمام کتابوں کے مصنفین کا شکر گذار ہے، فجزاھم اللہ خیرالجزاء، اور خاص طور سے یہ حقیر شکر گذار ہے مولانا نورالاسلام مظاہری (ناظم مدرسہ حسینیہ تعلیم الاسلام گیاری، دربھنگہ) کا کہ انہوں نے اپنے زیر انتظام چلنے والے ادارہ سے اس تحریر کی طباعت کا انتظام فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت دے، اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور علاقہ کے لئے مینارۂ نور بنائے!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، لوگوں کے لئے مفید بنائے، اس حقیر کے لئے اور اس حقیر کے والدین اور اساتذہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے! **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔**

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ   محمد رضی الرحمن قاسمی
۶/اپریل ۲۰۱۱ء   استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ شانتاپورم، کیرلا

اولاد کی تربیت ---کوتاہیاں اور رہنما اصول

پہلا باب

اولاد کی تربیت میں ہونے والی غلطیاں اور کوتاہیاں

اولاد کی تربیت میں کوتاہی کی ممانعت

اسلامی شریعت ایک صالح اور پرامن معاشرہ کی تشکیل چاہتی ہے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ شخصی زندگی سے بین الاقوامی زندگی تک لوگوں کے حقوق وفرائض متعین کردئے جائیں اور انہیں اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے کہ صرف اپنے حقوق کے حاصل کرنے پر نگاہ نہ گاڑے رہیں، بلکہ اپنے اوپر آنے والے فرائض یعنی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی کوشاں رہیں، چنانچہ شریعت اسلامی نے بہت ہی واضح طور پر لوگوں کو مختلف حیثیتوں سے ان پر آنے والے فرائض اور ان کو حاصل ہونے والے حقوق سے آگاہ کیا ہے، اور انہیں سختی سے تاکید کی ہر شخص کو اپنے ذمہ آنے والے فرائض کی فکر کرنی ہے۔

چنانچہ جہاں شریعت اسلامی نے اولاد پر یہ حق عائد کیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں، ان کی خدمت کریں اور ان کو خوش رکھنے کی کوشش کریں، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: **ووصينا الانسان بوالديه إحسانا۔** (۱) کہ ہم نے انسان کو ان کے والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا ہے---اور کوئی ایسا کام نہ کریں، جن سے ان کو تھوڑا بھی دکھ ہو، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **ولا تقل لهما اف۔** (۲) کہ تم ان دونوں کو اف بھی نہ کہو۔ وہیں شریعت اسلامی نے والدین کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق رکھے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی اور ذہنی اچھی نشوونما کا انتظام کریں، ان کو بہتر تعلیم اور عمدہ تربیت سے آراستہ کریں اور ان کو اس راہ پر چلانے کی کوشش کریں، جو اللہ کی خوشنودی اور رضا کی راہ ہو، اس کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کی راہ نہ ہو، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی

---

۱) الاحقاف:۱۵

۲) االاسراء:۲۳

نے فرمایا ہے: یاأیھا الذین آمنو اقو اأنفسکم و أھلیکم نارا۔ (۱) کہ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اولاد کے یہ حقوق والدین کے ذمہ امانت ہیں اور امانت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ یأمر کم أن تو دو الأمانات الی أھلھا۔ (۲) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتوں کو ان کے مستحقین تک پہونچاؤ۔ اور امانت میں خیانت سے بہت ہی تاکید اور سختی سے منع کیا گیا، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: یا أیھا الذین اٰمنو ا لا تخو نو ا اللہ و الرسول و تخو نو ا أماناتکم و أنتم تعلمو ن۔ (۳) اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

تربیت اولاد میں ہونے والی چند غلطیاں اور کوتاہیاں

لیکن صورت حال حد درجہ افسوسناک ہے کہ ہمارے معاشرے میں جس طرح بہت سی اولاد اپنے والدین کے حقوق سے بے پروائی برتتی ہے، اسی طرح بہت سے ماں باپ بھی اولاد کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے ہیں اور اس امانت میں خیانت کرتے ہیں اگلی سطروں میں تربیت کے تعلق سے ہونے والی غلطیوں اور چند بڑی کوتاہیوں کا ذکر کیا جارہا ہے، جو والدین کی ایک بڑی تعداد سے سرزد ہورہی ہیں، اور جس کا نتیجہ معاشرے میں بے راہ رو نوجوانوں کے اضافے کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے اور جو بعد میں خود ان والدین کے لئے تکلیف دہ اور ملک وملت کے لئے ناسور ثابت ہوتے ہیں، ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ماں باپ اس کی

۱) التحریم:۶
۲) النساء:۵۸
۳) الانفال:۲۷

طرف توجہ دیں اور اپنی ذمہ داری کو سمجھیں، جو خود ان کے، ان کی اولاد اور تمام لوگوں کے حق میں مفید ہوگا۔

فضول چیزوں کا دل میں ڈر اور خوف بٹھا دینا

بچے کا ذہن بالکل سادہ ہوتا ہے، شروع میں وہ صرف سیکھتا ہے اور اپنی معلومات کی کمی کی وجہ سے اس دور میں کسی بات کو پرکھنے اور صحیح غلط کی تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، چنانچہ ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے واسطہ سے شروع میں جو بات اس کے ذہن میں پہونچتی ہے، وہ بیٹھ جاتی ہے اور بعد میں یہ معلوم ہوجانے کے بعد بھی کہ یہ غلط ہے، بچپن کی بات کا ذہن پر اثر رہتا ہے۔

لیکن بہت سے ماں باپ اس بات کا خیال نہیں رکھتے ہیں اور بچوں کو جب وہ روتے ہیں، تو چپ کرانے کے لئے یا ضد کرتے ہیں، تو اپنی بات منوانے کے لئے کبھی تو نہ دکھائی دینے والی چیزیں مثلاً: جن، بھوت پریت، چڑیل وغیرہ سے اور کبھی جانوروں مثلاً: کتا ،شیر، چیتا وغیرہ سے اور کبھی انسانوں جیسے: غنڈے اور پولیس وغیرہ سے ڈراتے ہیں اور کبھی ان کے علاوہ دوسری چیزوں مثلاً: تاریکی، آندھی، انجکشن وغیرہ سے بھی خوف دلاتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کے دلوں میں ان چیزوں کا ڈر بیٹھ جاتا ہے اور بسا اوقات یہ خوف ساری زندگی اس پر مسلط رہتا ہے اور ہمت و بہادری کی اچھی صفات سے آراستہ ہونے کے بجائے وہ ساری زندگی بزدلی اور کم ہمتی کا شکار رہتا ہے اور بعض ماں باپ تو انتہا ہی کر دیتے ہیں کہ وہ بچے کو ڈاکٹر، استاذ، مدرسہ اور اسکول سے ڈراتے ہیں، جس کا نتیجہ کبھی تو علم و تربیت سے محرومی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

سرکش اور زبان دراز بنا دینا

بچوں کی معصوم شرارتیں اور اس کی پیاری پیاری معصوم باتیں کس ماں باپ کو بھلی

اور اچھی نہیں لگتی ہیں، لیکن اس بات کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کی شرارتیں بدتمیزی کی اور اس کی باتیں زبان درازی کی حد کو نہ پہونچ جائیں کہ اپنے پرائے، بڑے چھوٹے کو دیکھے بغیر اور وقت بے وقت جو حرکت جی میں آئے وہ کریں اور جو بات منھ میں آئے، وہ بول ڈالیں، بہت سے ماں باپ اس بات کا خیال نہیں رکھتے ہیں اور اپنے بچے کی بدتمیزی، بیہودہ گوئی اور زبان درازی کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے ہیں؛ بلکہ اسے بہادری کا نام دیتے ہیں کہ ہمارا بچہ کبھی اور کسی سے خوف نہیں کھاتا ہے، بلکہ کبھی کبھی بیہودہ گوئی خود ماں باپ سکھاتے ہیں کہ فلاں سے یہ بات جا کر کہو، فلاں اگر تم سے کچھ کہے، تو اس کے ماں باپ یا خاندان کے فلاں عیب کا تذکرہ کرنا، یہ بات حد درجہ بری اور قابل اصلاح ہے۔

بہت زیادہ ناز ونعم کا عادی بنا دینا

ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر ممکن راحت وسہولت کا اپنے بچے کے لئے انتظام کریں اور اسے ناز ونعم میں پالیں، لیکن حد سے زیادہ ناز ونعم میں پالنا بھی بچوں کے اندر بسا اوقات کئی خرابیوں کے پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے، کہ وہ بے جا سہولتوں کے بہت زیادہ عادی ہو جاتے ہیں اور ان میں تھوڑی بھی کمی کے ساتھ زندگی گذارنا ان کے لئے بہت دشوار ہو جاتا ہے اور خواہشات ان کے لئے ضرورت بن جاتی ہیں، ان کے اندر عجب پیدا ہو جاتا ہے، وہ صرف اپنی ذات کے آرام اور راحت کو سوچنے والے بن جاتے ہیں، جو انہیں اگلی زندگی میں خود غرض بنا دیتا ہے اور جس سے مروت وہمدردی کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں اور اگلی زندگی میں حالات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہیں رہتا ہے اور سماجی بھلائی سوچنے کے بجائے صرف اپنی اور اپنے قریبی لوگوں کی بھلائی چاہنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

ہر خواہش پوری کرنا

بعض ماں باپ کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بچہ ان سے جو کچھ مانگے اور جس چیز کا بھی

مطالبہ کرے، وہ اسے دے دیتے ہیں کہ ان کا ہاتھ اپنی اولاد کی ہر خواہش کے لئے کھلا رہتا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ اس کا مطالبہ جس چیز کا ہے، وہ ابھی اس کے مناسب ہے یا نہیں اور اس بات پر غور نہیں کرتے ہیں کہ بچہ جو کچھ مانگ رہا ہے، کیا وہی اس کے لئے بہتر ہے یا اس جیسی دوسری چیز اس کے لئے زیادہ بہتر ہے؟ اور اپنے اس طریقہ کو بچے سے محبت کا نام دیتے ہیں، حالانکہ بے سوچے سمجھے اس کی ہر خواہش کو پوری کرنا اس کے اندر کئی خرابیاں پیدا کرسکتا ہے کہ اس سے انہیں فضول خرچی، مال کے بے جا استعمال وغیرہ کی عادت ہوجاتی ہے، جو زندگی کے اگلے دنوں میں ان کے لئے بہت مشقت کی چیز ہوجاتی ہے۔

رونے پر ہر بات مان لینا

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے ماں باپ سے کچھ مانگتے ہیں اور اگر کسی مصلحت یا مجبوری کی وجہ سے ان کی مانگ پوری نہیں کی جاتی ہے، تو وہ رونے کو اپنا سہارا بناتے ہیں اور والدین بچے پر شفقت یا اس کے رونے دھونے سے چھٹکارہ پانے کے لئے وہ چیز اسے دے دیتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ اپنی ہر ضد منوانے اور ہر مطالبہ پورا کرانے کے لئے اسے حیلہ بنالیتا ہے اور یہ آخر کار بچہ میں پست ہمتی اور طبیعت میں عدم ٹھہراؤ کا سبب بنتا ہے۔

چھوٹے بچوں کو سائیکل اور گاڑی وغیرہ دینا

بعض ماں باپ چھوٹے بچوں کو وقت سے پہلے سائیکل یا گاڑی وغیرہ خرید دیتے ہیں، اس کی وجہ عام طور سے یا تو بچے کا اصرار ہوتا ہے یا یہ کہ گھریلو چھوٹی چھوٹی ذمہ داریوں سے باپ چھٹکارا پانا چاہتا ہے کہ سائیکل یا گاڑی ہوگی، تو بچہ اسے خوشی سے انجام دے لے گا؛ لیکن وقت سے پہلے سائیکل یا گاڑی وغیرہ کا دینا زیادہ تر اسے غلط راہوں پر لے جاتا ہے کہ وہ اسے چلانے کے شوق میں گھر سے باہر رہنا زیادہ پسند کرنے لگتا ہے، کوئی بری صحبت میں پڑ جاتا ہے، کوئی اس کی وجہ سے تعلیم سے بے توجہی برتنے لگتا ہے اور مدرسہ اور اسکول

سے غائب ہونے لگتا ہے اور اپنی ناسمجھی کی وجہ سے کبھی اپنی سائیکل یا گاڑی سے لوگوں کو ٹھوکر مار کر یا دوسری طرح تکلیف بھی پہونچا تا ہے۔

ضرورت سے زیادہ سختی کرنا

بچے اگر غلطی کریں اور تنبیہ کی ضرورت ہو، تو ضرور تنبیہ کرنی چاہئے، یہ ان سے محبت ہے، نفرت نہیں، لیکن بعض ماں باپ ہر چھوٹی بڑی بات پر مارنا ضروری سمجھتے ہیں اور بعض جب کسی بات پر مارتے ہیں، تو بہت زیادہ مارتے ہیں، بعض کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر بات پر بچے کو ڈانتے اور جھڑکتے رہتے ہیں، یہ تمام باتیں انتہائی غیر مناسب ہیں، یہ چیزیں بچے میں نفرت، دوسرے پر ظلم کرنے کا رجحان، ضد اور بغاوت جیسے خراب اوصاف کو پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

محبت وشفقت سے محروم رکھنا

بچوں کو سب سے زیادہ ضرورت محبت اور پیار کی ہوتی ہے، بعض ماں باپ بچے کو اپنے طور طریقہ سے احساس نہیں دلاتے ہیں کہ وہ اس سے بہت پیار کرتے ہیں، جو بچے کے لئے بہت زیادہ تکلیف کی چیز ہوتی ہے ---بعض ماں باپ بچے کو اپنے پیار کا احساس تو دلاتے ہیں؛ لیکن جب تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے، تو دوسرے بچوں یا بڑے لوگوں کے سامنے ہی اسے ڈانٹ دیتے ہیں یا مار دیتے ہیں، یہ بات بھی بچے کے اندر یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ اس کے ماں باپ کو اس سے محبت نہیں ہے، نیز یہ کہ اس سے اس کے ہم عمر دوستوں میں اس کی بے عزتی ہوتی ہے، وہ دوسرے کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کم تر اور بے وقعت سمجھنے لگتا ہے، جو مستقبل میں اس کی ترقی کے لئے رکاوٹ بنتی ہے۔

بچوں کے تعلق سے یہ سوچ بالکل غلط ہے کہ یہ ابھی بچے ہیں، کیا محسوس کریں گے! وہ محبت ونفرت اور عزت وبے عزتی کے سلسلے میں بڑوں سے زیادہ ہی حساس ہوتے ہیں، اگر

انہیں اپنی بے عزتی کا احساس ہو، تو وہ احساس کمتری کا شکار ہونے لگتے ہیں اور اگر محبت سے محرومی کا احساس ہو، تو ماں باپ سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور دوسری جگہوں میں محبت تلاش کرنے لگتے ہیں اور محرومی کے احساس کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں۔

بچوں پر خرچ کرنے میں بخل کرنا

بعض ماں باپ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حیثیت رکھنے کے باوجود بچوں پر خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں، بچے کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرتے ہیں، وہ چیز اس کے لئے مفید بھی ہوتی ہے، لیکن اپنی بخالت کی وجہ سے اسے وہ نہیں دیتے ہیں، گرمی اور سردی کے لحاظ سے انہیں مناسب کپڑا نہیں فراہم کرتے ہیں؛ بلکہ بعض تو مکمل ستر اور جسم کو چھپانے والے کپڑے اور جوتا چپل سے بھی اپنے بچے کو محروم رکھتے ہیں، یہ بخل بچے کے اندر کئی طرح کی خرابیاں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، وہ اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے، گھر سے یا دوسروں کے پاس سے چوری کر لینے لگتا ہے، برے بچوں کی صحبت اختیار کر لیتا ہے اور یہ چیزیں بسا اوقات اسے مستقبل میں جرم کی تاریک دنیا تک پہونچا دیتی ہیں۔

بچوں سے بہت زیادہ اچھا گمان رکھنا

بعض ماں باپ اپنے بچے سے ضرورت سے زیادہ اچھا گمان رکھتے ہیں، چنانچہ وہ نہ تو اس کے سلسلہ میں پوچھ گچھ کرتے ہیں، نہ ہی اس کے احوال کے بارے میں تحقیق و تفتیش کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے دوستوں کے سلسلہ میں کچھ معلومات حاصل کرتے ہیں، اس کے بستہ، اس کی الماری اور اس کی دوسری چیزوں کی کبھی چھان بین نہیں کرتے ہیں، بچی اگر یہ کہہ کر جا رہی ہے کہ وہ سہیلی کے یہاں جا رہی ہے، تو کبھی اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں کہ دیکھیں کہ وہ واقعی سہیلی کے یہاں جا رہی ہے یا کہیں اور جا رہی ہے، نیز یہ کہ اس کی وہ

سہیلی کیسی ہے، اس کے گھر کے لوگ کیسے ہیں؟ بعض ماں باپ اس حسن ظن میں اس انتہا کو پہونچے ہوئے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی نیک یا شریف آدمی بھی ان کے بچے یا بچی کے بارے میں کسی غلط بات کی اطلاع دیتا ہے، تو اس کی طرف توجہ دینے کے بجائے خود اس سے ہی بدگمان ہوجاتے ہیں کہ یہ آدمی میری اولاد کے سلسلہ میں اچھی رائے نہیں رکھتا ہے، یہ ضرورت سے زیادہ حسن ظن؛ بلکہ بے توجہی بچے اور بچی کو بہت سی برائیوں کا شکار بنا دیتا ہے ،بعض بچے بچی غلط صحبت میں پڑ جاتے ہیں، بعض غلط چیزوں کے استعمال کے عادی ہوجاتے ہیں اور بعض کو غلط رسائل وجرائد اور بیہودہ لٹریچر کے پڑھنے کا چسکا لگ جاتا ہے، پھر جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے، تو ماں باپ کو تنبہ ہوتا ہے اور وہ نقصان ہوجانے کے بعد اس بات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

بچوں سے بے جا بدگمانی رکھنا

بعض ماں باپ اس کے برعکس ہوتے ہیں کہ وہ اولاد سے برا ہی گمان رکھتے ہیں اس کی ہر بات کو بدگمانی کی عینک سے دیکھتے ہیں، وہ اس معاملہ میں اتنی انتہاء کو پہونچے ہوئے ہوتے ہیں کہ اولاد پر کبھی یقین نہیں کرتے ،ان کی نیتوں کے سلسلہ میں ان پر تہمت لگاتے ہیں اور ہر وقت اور ہر معاملے میں ان سے اس طرح پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں، جیسے کسی عادی مجرم کی نگرانی کر رہے ہوں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد اس بے جا سختی کی وجہ سے اپنے ماں باپ سے نفرت کرنے لگتی ہے، ہر وقت اور ہر کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو بے پردہ محسوس کرتی ہے اور یہ بے جا بدگمانی دھیرے دھیرے انہیں ذہنی انتشار کی طرف لے جاتا ہے اور وہ خود اعتمادی کھونے لگتے ہیں۔

اولاد کے درمیان تفریق کرنا

تربیت اولاد میں ہونے والی ایک بہت بڑی غلطی ان کے درمیان کسی بھی طرح کی

تفریق کرنا ہے کہ ان میں سے کسی سے یا بعض سے ماں باپ زیادہ محبت و پیار اور اظہار تعلق کریں اور بعض سے کم، اسی طرح بعض کو روپے پیسے اور دوسری چیزیں دیں اور بعض کو نہیں، یا ان کے درمیان کمی زیادتی کریں، یہ شرعی اعتبار سے غلط ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں کے درمیان باہم نفرت اور بغض وحسد کا سبب بھی بنتا ہے۔

بعض ماں باپ اپنے بڑے بچے کو پراپرٹی، گاڑی، مکان یا کچھ اور دیتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے اتنی ہی مالیت کی کوئی چیز اپنے چھوٹے بچوں کو بھی دیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ابھی ان کی جو ضرورت ہے، وہ ہم پوری کرر ہے ہیں، جب وہ بھی بڑے ہو جائیں گے، تو انشاء اللہ ہم انہیں بھی یہ چیزیں دیں گے، یہ ایک نامناسب بات ہے، کیوں کہ تمام بچوں کے حقوق برابر ہیں اور اس بات کی ضمانت کون لے سکتا ہے کہ ان کے بڑے ہونے تک ماں باپ زندہ رہیں گے یا ان کی دولت وثروت باقی ہی رہے گی؟ اسی طرح بیٹیوں کی شادی کے بعد بھی دوسرے بچوں کی طرح ان کا بھی والدین پر حق باقی رہتا ہے،، چنانچہ اگر وہ دوسرے بچوں کو کچھ مال دولت دیں، تو بیٹی بھی اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ اسے بھی دیا جائے۔

ضرورت کے باوجود لڑکوں کی شادی نہ کرنا

ماں باپ کی طرف سے یہ بھی ایک غلطی ہے کہ لڑکے شادی کی عمر کو پہنچ جائیں، کوئی مشکل اور پریشانی بھی نہ ہو، وہ لڑکے شادی کی وجہ سے آنے والے مالی اور دوسرے حقوق کی ادائیگی کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں اور انہیں شادی کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہو؛ لیکن ماں باپ اس بات کی طرف توجہ نہ دیں اور مناسب رشتہ دیکھ کر اس کے نکاح کا انتظام نہ کریں --- یہ بے توجہی جنسی انحراف اور فتنوں میں پڑ جانے کا سبب بنتا ہے، جوان کو دنیا وآخرت کی تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کرنا اور ان کی کمائی کھانا

جب لڑکی شادی کی عمر کو پہنچ جائے ،تو مناسب رشتہ دیکھ کر اس کا نکاح نہ کر دینا بھی غلط چیز ہے اور یہ غلطی تب اور بدترین ہوجاتی ہے ،جب لڑکی کے نکاح میں اس وجہ سے تاخیر کی جائے کہ وہ کہیں ملازمت کرتی ہواور یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کی صورت میں اس سے جو پیسے ملتے تھے ،وہ بند ہوجائیں گے؛ حالانکہ ابھی مثلاً گھر بنانے کے لئے یا فلاں ضرورت کے لئے ان کے پیسوں کی ضرورت ہے ، یہ تاخیر کبھی تو ان کے فتنوں میں مبتلا ہوجانے اور عفت وعصمت سے محروم ہوجانے کا سبب بن جاتی ہے،تو کبھی عمر کے بڑھ جانے کی وجہ سے مناسب رشتہ سے محرومی کی وجہ۔

لڑکے یا لڑکی کے لئے غیر مناسب رشتہ کا انتخاب

بہت سے ماں باپ اپنے بچے اور بچیوں کا رشتہ کرتے ہوئے دینداری ،شرافت ، ماحول کی ہم آہنگی اور ذہنی موافقت کو دیکھنے اور ان چیزوں کی بنیاد پر رشتہ کرنے کے بجائے صرف دنیوی عزت ومنصب اور مال ودولت کی بنیاد پر رشتہ کر دیتے ہیں،ان کی نگاہوں میں اہمیت صرف مالی اور دنیوی حقیر عزوجاہ کی ہوتی ہے ،دینداری اچھے اخلاق سے آراستگی کی نہیں ،یقینا یہ اولاد کے سلسلہ میں والدین پر عائد ہونے والے حقوق کو ضائع کرنا اور امانت میں خیانت ہے اور یہ بات کبھی ان کے مستقبل کی زندگی کے سکون کو غارت کرنے کا سبب بھی بنتی ہے۔

بُرے اور نا مناسب نام رکھنا

بچے یا بچیوں کا برا اور نا مناسب نام رکھنا بھی تربیت کا نقص اور خلل ہے اور ان پر ظلم ہے ---برے کام اور گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں،بعض تو ایسے کہ اگر توبہ کر لیا جائے ، تو اللہ انہیں معاف بھی کر دیتا ہے اور ان کے آثار کو بھی ختم کر دیتا ہے؛لیکن بعض ایسے ہوتے

ہیں کہ توبہ سے گناہ تو معاف ہوجاتے ہیں، لیکن آثار ونشانات باقی رہ جاتے ہیں، اولاد کا برانام رکھنا اسی دوسرے قسم میں سے ہے کہ برے نام کا عار بسا اوقات پشت در پشت باقی رہتا ہے اور لوگ نسل درنسل برے نام کی وجہ سے شرمندگی میں مبتلا رہتے ہیں۔

نام کے سلسلہ میں کئی طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ بعض ماں باپ ایسے نام رکھ دیتے ہیں، جو شرعی اعتبار سے ممنوع اور حرام ہوتے ہیں، جیسے وہ نام رکھ دینا، جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہوں، مثلاً خالق (پیدا کرنے والا) رازق (روزی دینے والا) یا ایسے نام رکھ دینا، جن سے اللہ کے علاوہ کا بندہ ہونا معلوم ہوتا ہو، مثلاً عبدالحسین، دوسرے یہ کہ بعض والدین ایسے نام رکھ دیتے ہیں، جو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہوتے ہیں، جیسے وہ نام جو خاص طور سے کفار ومشرکین ہی رکھتے ہوں، مثلاً جارج، ڈیوڈ، مائیکل، لچھمن، رام، سیتا۔

تیسرے یہ کہ بعض ماں باپ ایسے نام رکھ دیتے ہیں، جو یا تو صرف بولنے کے اعتبار سے بھدے ہوتے ہیں، جیسے گڈو، پپو، ڈبلو، ڈبو وغیرہ یا بولنے کے اعتبار سے بھدے ہونے کے ساتھ مذاق اڑائے جانے کا سبب بھی بنتے ہیں، جیسے منگلو، بدھن عاشق، فاتن محبوبہ وغیرہ۔

ماں باپ کا زیادہ تر گھر سے باہر رہنا

بعض والد زیادہ تر گھر سے باہر رہتے ہیں اور گھر میں بہت کم وقت دیتے ہیں، یا تو اس لئے کہ دن رات وہ اپنی تجارت ہی میں لگے رہتے یا اس لئے کہ تجارتی یا دوسری ضرورتوں سے زیادہ تر سفر ہی میں رہتے ہیں، اور اگر ان سے کہا جائے کہ گھر پہ وقت نہ دینا مناسب نہیں، تو کہتے ہیں کہ یہ ساری محنت تو گھر والوں ہی کے لئے کر رہا ہوں، اور بعض ایسے والد بھی ہوتے ہیں، جو محض لہو ولعب، سیر تماشا، یا دوستوں کے ساتھ گپیں ہانکنے کے شوق میں گھر سے باہر زیادہ وقت گذارتے ہیں۔

بعض ماں بھی ایسی ہوتی ہیں، جو شاپنگ یا سہیلیوں سے ملاقات کے شوق میں کثرت سے اپنے گھر کو چھوڑ کر بازاروں اور دوسرے کے گھروں کا چکر لگاتی رہتی ہیں--- ماں باپ کا گھر پہ وقت نہ دینا اور زیادہ تر وقت باہر گذارنا اولاد کے ضائع ہوجانے کا سبب بنتا ہے کہ اولاد نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے مختلف طرح کے فتنوں، انحراف اور بے راہ روی کی شکار ہوجاتی ہے۔

جھنجھلاہٹ میں بددعائیہ باتیں کہنا

بہت سے والدین اور خاص طور سے مائیں کسی بات پر جھنجھلا جاتی ہیں، تو اپنے بچے کے لئے زبان سے بددعائیہ باتیں نکالتی ہیں، مثلاً: اللہ کرے تم مرجاؤ، جان چھوٹے، ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں کہ سکون سے بیٹھے رہو، تمہاری آنکھیں پھوٹ جائیں وغیرہ---اس طرح کی بددعائیہ باتیں زبان سے نکالنا بالکل غلط بات ہے، نیز یہ کہ کچھ اوقات قبولیت کے اوقات ہوتے ہیں، اگر خدانخواستہ یہ جملہ جس وقت کہا جارہا ہو، وہی قبولیت کی گھڑی ہو، تو اللہ بددعا کے مطابق ہی کردیتا ہے، پھر خود یہ والدین اس پر زندگی بھر کڑھتے اور آنسو بہاتے رہتے ہیں۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دعا یا بددعا تیر یا بندوق کی گولی کی طرح ہے کہ کبھی صحیح نشانہ پر لگتی ہے اور کبھی چوک جاتی ہے، بچوں کو بددعائیہ باتیں کہنے سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: **لاتدعوا علی أنفسکم ولا تدعوا علی أولادکم ... ولاتدعوا علی أموالکم، لاتوافقوا من اللہ ساعۃ یسأل فیھا عطاء، فیستجیب لکم۔** (۱) تم اپنے خلاف، اپنی اولاد یا اپنے مال کے خلاف بددعا نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ (یہ بددعاء) اللہ تعالی کی طرف سے اس گھڑی کے موافق ہوجائے، جس میں کوئی چیز مانگی جاتی

---

۱) ابوداؤد عن جابر بن عبداللہ، کتاب الصلوٰۃ، باب النہی ان یدعوا الانسان علیٰ اہلہ، حدیث نمبر: ۱۵۳۲

ہے،تو وہ تمہارے لئے قبول کرلیتا ہے۔

نامناسب باتوں اور حرکتوں کا عادی بنادینا

بعض ماں باپ بچوں کے سامنے بیہودہ گوئی کرتے ہیں یا کافر اور فاسق وفاجر لوگوں کی اپنی بات چیت اور حرکات وسکنات میں نقالی کرتے ہیں، بچوں سے بیہودہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں، ان کو برے ناموں اور برے القاب سے پکارتے ہیں، یہ باتیں بچوں کو بیہودہ گو اور بری حرکتوں کا عادی بنادیتے ہیں؛ بلکہ بعض والدین تو حد سے تجاوز کرجاتے ہیں کہ وہ خود بچوں کو سکھاتے ہیں کہ اگر فلاں تم کو کچھ کہے، تو اسے گالی دینا یا ماں نہ صرف خود چھوٹے اور برہنہ لباس استعمال کرتی ہے، بلکہ چھوٹی بچی کو بھی وہی پہناتی ہے، یہ باتیں حد درجہ غلط ہیں اور اخلاقی اعتبار سے بچے بچیوں کو تباہ کرنے والی ہیں۔

اولاد کے سامنے غلط کاموں کا ارتکاب کرنا

بعض ماں باپ نماز نہیں پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتے ہیں، اولاد کے سامنے گانے سنتے ہیں، بیہودہ فلمیں دیکھتے ہیں، ٹی وی سیریلوں کے دیکھنے کے لئے ٹی وی سے چمٹے رہتے ہیں، بعض والد ڈاڑھی مونڈاتے ہیں، سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور بعض والدہ بے پردہ لباس پہنتی ہیں بلاضرورت گھر سے باہر نکلتی ہیں اور بازاروں کا چکر لگاتی ہیں ، یہ ساری باتیں اولاد کے لئے برا آئیڈیل بنتی ہیں، ان گناہوں کی برائی ان کے دل سے نکال دیتی ہیں اور ان گناہوں کے کرنے کی طرف بلاتی ہیں۔

غلط چیزیں گھر میں لانا

بعض ماں باپ ایسے رسائل اور میگزین گھر میں لاتے ہیں، جن میں بیہودہ کہانیاں فحش اور عریاں تصاویر ہوتی ہیں، بعض حیا سوز مناظر والی سی ڈیز گھر میں لاتے ہیں، بعض دیواروں پر عریاں اور جنسی مناظر کی عکاسی کرنے والی پینٹنگز لگاتے ہیں، بعض ایسی کتابیں

اپنی لائبریری میں سجاتے ہیں، جس میں صراحت کے ساتھ جنسی باتیں لکھی ہوتی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری بیہودہ چیزیں گھروں میں لاتے ہیں--- یہ ساری چیزیں اولاد کے لئے تباہی و بربادی کی چیزیں ہیں، ان کو اخلاقی پستی کی طرف لے جانے اور گندے کاموں کو عملی طور پر کر کے دیکھنے کی خواہش پیدا کرنے کے اسباب ہیں، ان سے بالکل ہی بچنا ضروری ہے۔

بچوں کا بستر الگ نہ کرنا

بعض ماں باپ بچے یا بچی کی خاصی عمر ہو جانے کے بعد بھی انہیں اپنے پاس سلاتے ہیں اور اسے محبت کا نام دیتے ہیں، اسی طرح بعض والدین بچے بچیوں کے عمر زیادہ ہونے کے باوجود انہیں ایک ساتھ سلاتے ہیں، یہ دونوں باتیں بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے تو مضر ہیں ہی، اس کے ساتھ صحیح جسمانی اور ذہنی نشو ونما کے لئے بھی نقصان دہ ہیں، اس لئے تین ساڑھے تین سال کی عمر کے بعد ماں باپ کو اپنے مشترکہ بستر پر اولاد کو نہیں سلانا چاہیئے اور پانچ ساڑھے پانچ سال کے بعد بچے بچیوں کا بھی بستر اور اوڑھنا الگ الگ کر دینا چاہیئے۔

ماں باپ کے درمیان بہت زیادہ ناچاقی کا ہونا

میاں بیوی کے درمیان کبھی کبھی تھوڑی اونچ نیچ کا ہو جانا کوئی عجیب بات نہیں ہے اور اگر جلد ہی وہ دونوں بات ختم کر لیں اور مسئلہ کا تصفیہ کر لیں، تو اس سے بچوں کی بھی یہ تربیت ہوتی ہے کہ باہم کوئی ناپسندیدہ بات ہو جائے، تو اسے جلد ہی ختم کر لینا چاہیئے؛ لیکن جب میاں بیوی کے درمیان اکثر جھگڑا اور ناچاقی ہی رہتی ہو، الفت ومحبت کی فضا نہ رہتی ہو اور نوبت یہاں تک پہونچ جاتی ہو کہ اولاد یہ دیکھتی ہو کہ اس کے والد اس کی والدہ کو بہت زیادہ کھری کھوٹی سناتے رہتے ہیں، یا یہ کہ مارتے بھی رہتے ہیں یا یہ کہ والدہ اس کے والد کو ہمیشہ طعن وتشنیع کرتی رہتی ہیں اور کبھی ان سے سیدھے منھ بات نہیں کرتی ہیں تو بچے ایک

نفسیاتی کشمکش کے شکار ہوجاتے ہیں اور اپنی سمجھ کے مطابق جسے حق پر سمجھتے ہیں یا جسے مظلوم سمجھتے ہیں، اس کی ہمدردی اور دوسرے کی نفرت اپنے دل میں پالنے لگتے ہیں اور ماں باپ کے درمیان کا یہ نزاع ان کو نہ صرف نفسیاتی کشمکش کا شکار بناتا ہے؛ بلکہ ان کے اندر ظلم و بربریت کے جذبے کو بھی پروان چڑھاتا ہے۔

ماں باپ کی بات اور عمل میں دورخی کا ہونا

ایسا بہت ہوتا ہے کہ ماں باپ اولاد کو کسی کام کو کرنے کو کہتے ہیں یا اس سے روکتے اور منع کرتے ہیں اور خود اس کے خلاف کرتے ہیں، جیسے بچوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ جھوٹ نہیں بولنا چاہئے اور بچہ یہ دیکھتا ہے کہ خود دوسروں سے جھوٹ بولتے ہیں، اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ وعدہ خلافی نہیں کرنی چاہئے اور اولاد یہ دیکھتی ہے کہ وہ خود ان سے مسلسل پانچ دن سے کپڑے دلانے کا وعدہ کررہے ہیں اور پھر کوئی بہانہ کررہے ہیں، اولاد کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ لوگوں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہئے اور خود ان کا سلوک لوگوں سے اچھا نہیں رہتا اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت بالکل نہیں کرتے ہیں، قول و عمل کا یہ دورخاپن تربیتی نقطۂ نظر سے بھی بالکل صحیح نہیں ہے۔

میرا مقصد ہرگز نہیں کہ جس اچھے کام کو والدین خود نہ کریں، اپنی اولاد کو اس کے کرنے کا اور جس برے کام سے خود نہ رکیں اولاد کو اس سے بچنے کا حکم نہ دیں؛ بلکہ ایسی حالت میں بھی جو بچے کے حق میں بہتر ہو، وہی اسے کہنا چاہئے اور اسی کی تعلیم دینی چاہئے ،لیکن یہ حقیقت ہے کہ بات کے خلاف عمل ہو،تو وہ بات اور نصیحت مؤثر نہیں ہوتی ہے، چنانچہ ماں باپ اگر اپنی اصلاح نہ کریں،تو دورخاپن کے ساتھ اولاد کی بہتر تربیت بہت مشکل ہے۔

آیا کے انتخاب میں غلطی کرنا

بچے کی دیکھ ریکھ کے لئے رکھی جانے والی خادمہ کے انتخاب میں بھی احتیاط اور

ہوشیاری ضروری ہے، لیکن آج کل عام طور سے اس کی دینی اور اخلاقی حالت کو بالکل نہیں دیکھا جاتا ہے کہ کیا وہ بچے کو اچھی بات اور اچھے عادات واطوار سکھائے گی یا بری باتیں اور برے طور طریق سکھائے گی؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے اگر اس کی دینی واخلاقی حالت اچھی نہ ہو، تو بچہ چھوٹی سی عمر میں بہت سارے غلط طور طریقوں کا عادی ہوجاتا ہے؛ بلکہ آج کل تو نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ متمول افراد کا ایک طبقہ غیر مسلم اور خاص کر کرسچن آیا کو رکھنا زیادہ پسند کرتا ہے، جس کا زیادہ تر انجام یہ ہوتا ہے کہ کچھ ظاہری اچھے طور طریقے تو آجاتے ہیں؛ لیکن بچوں سے اپنی دینی خو بو بھی رخصت ہوجاتی ہے اور صرف نام ہی مسلمانوں جیسا رہ جاتا ہے، باقی افکار وخیالات اور عقائد اسی غیر مسلم آیا کے سے ہوجاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لڑکیوں کو بغیر محرم کے باہر نکلنے کی اجازت دینا

لڑکیوں کو بغیر محرم کے باہر نکلنے کی یا بازاروں میں گھومنے پھرنے کی اجازت دینا تربیت میں بہت بڑی کوتاہی اور نقص کی بات ہے کہ لڑکیاں فطری طور پر اپنے اندر کشش رکھتی ہیں اور وہ جذباتی اور جلد متاثر ہوجانے والی بھی ہوتی ہیں، تو اگر وہ بغیر محرم کے باہر نکلیں گی، تو ان کی وجہ سے دوسروں کے فتنہ میں مبتلا ہوجانے کا اور خود ان کے بھی فتنہ میں مبتلا ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، پھر جب کوئی بھی عقلمند آدمی اپنے سونے چاندی کو بغیر مکمل حفاظت کے کسی ضرورت سے بھی باہر لے جانا پسند نہیں کرتا ہے، تو لڑکیوں کو بغیر تحفظ کے نکلنے کی اجازت دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کہ وہ خود اور اس کی عفت وعصمت سونے وچاندی سے ہزارہا درجہ قیمتی ہے؛ بلکہ سچ یہ ہے کہ انمول ہے۔

فون اور موبائیل کے سلسلہ میں بے احتیاطی برتنا

موجودہ دور میں بچے اور بچیوں کے بگڑنے کا ایک اہم سبب فون اور موبائیل کا غلط استعمال ہے اور اس کی طرف ماں باپ کا توجہ نہ دینا ہے، بہت سے ماں باپ بغیر سوچے سمجھے

جس بچہ یا بچی کو فون کی ضرورت نہ ہو، اس کے مانگنے پر اسے بھی فون دے دیتے ہیں اور جن کو ضرورت ہو، ان کو عام طور پر پری پیڈ (Pre pad) فون فراہم کرتے ہیں، جس سے اس بات کی نگرانی نہیں ہو پاتی کہ اس کا استعمال ضرورت سے زیادہ اور غلط طریقے پر تو نہیں کیا جارہا ہے، عام طور سے ماں باپ اس بات پر بھی توجہ نہیں دیتے ہیں کہ بچہ یا بچی فون پر گفتگو کرنے میں کتنا وقت صرف کررہے ہیں اور کس کے ساتھ گفتگو کررہے ہیں، اکثر ماں باپ کو فون میں محفوظ نمبرات کو بھی دیکھنے کی توفیق نہیں ہوتی، نہ ہی انہیں فون سے آنے جانے والے پیغامات کو دیکھنے کی فکر ہوتی ہے ---بچے یا بچیوں کے موبائیل فون کے استعمال کی طرف توجہ نہ دینا اور اس کی نگرانی نہ کرنا تربیتی نقطۂ نظر سے غلط رویہ ہے۔

زیر مطالعہ کتابوں کے سلسلہ میں غفلت برتنا

انسان کی فکری تربیت میں مطالعہ اور کتابوں کا پڑھنا ایک اہم اور مؤثر کردار ادا کرتا ہے، اچھی تحریریں اور کتابیں انسان کے زیر مطالعہ آئیں، تو صحیح رخ پر فکری نشوونما ہوتی ہے اور انسان بری کتابیں اور تحریریں پڑھے، تو اس کا اس کی سوچ پر برا اثر پڑتا ہے ---بعض والدین اس بات پر توجہ نہیں دیتے ہے کہ ان کے بچے بچیاں کس طرح کی کتابیں پڑھتے ہیں، ایسی جوان کے لئے مفید ہیں، ان کی معلومات میں اضافہ کرتی ہیں یا ایسی جوان کے لئے نقصان دہ ہیں، یہ لاپرواہی اولاد کے حق میں بربادی کا باعث ہے۔

بچوں کی توہین کرنا اور ان کو ہمت نہ دلانا

بچوں کی اگر انسان خود تحقیر کرے گا، تو وہ بچے دوسروں کی نگاہ میں کبھی بھی باعزت نہیں ہوسکتے، بعض ماں باپ اسے نہیں سمجھتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کے بجائے مختلف طریقوں سے ان کی توہین وتحقیر کرتے ہیں:

(الف) جب بچہ گھریلو محفل میں یا دوسروں کے سامنے کچھ بولنے لگتا ہے، تو

بجائے اس کے کہ وہ اچھی بات کہہ رہا ہو،تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور نا مناسب بات کہہ رہا ہو،تو اسے سمجھا یا جائے ،اسے خاموش کر دیا جاتا ہے یا ڈانٹ دیا جاتا ہے، یہ طرزِ عمل اس کے اندر خود اعتمادی کو ختم کر دینے ، جرأت مندی سے گفتگو نہ کر سکنے اور اچھے انداز میں اظہار رائے کی صلاحیت سے محروم ہو جانے کا سبب بنتا ہے۔

(ب) بچے سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے ،تو اچھے انداز میں سمجھانے یا مناسب تنبیہ کے بجائے بعض ماں باپ بچے کو لعن طعن کرنے لگتے ہیں ،اور جب کبھی اس سے یا کسی اور سے اس قسم کی غلطی ہوتی ہے،تو اس کی اس پرانی غلطی کو یاد دلاتے رہتے ہیں ، یہ بات بچہ کے اندر دائمی شرمندگی اور احساسِ شکست پیدا کرتی ہے۔

(ج) بچوں کی توہین وتحقیر کی سب سے بدترین صورت یہ ہے کہ وہ کسی نیکی اور بھلائی کے کام میں رغبت دکھائیں اور اس میں دلچسپی لیں ، جیسے پابندی سے نماز پڑھنے لگیں ، پوری توجہ اور عاجزی کے ساتھ دعا مانگنے لگیں وغیرہ ،تو بجائے اس کے کہ اس بھلائی کے کام پر اس کی ہمت بڑھائی جائے ،اس کا مذاق اور استہزاء کیا جائے ،مثلاً یہ کہ ''کیا کوئی خاص بات ہے؟ آج کل فلاں کی دعائیں بڑی لمبی چل رہی ہیں'' وغیرہ ، یہ بات بچے کے اندر اس نیکی سے الٹے پاؤں واپس آجانے ، پھر اس کے بعد نیکی اور خیر کے کاموں سے بے رغبتی پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

ذمہ داری اٹھانے کی تربیت نہ دینا

بعض ماں باپ اپنی اولاد کو ذمہ داری اٹھانے کی تربیت نہیں دیتے ہیں ،اس کی وجہ یا تو یہ ہوتی ہے کہ وہ انہیں ذمہ داری سے الگ رکھ کر راحت وآرام پہونچانا چاہتے ہیں یا ان کو بچوں پر اعتماد نہیں ہوتا یا اس پہلو سے تربیت کی اہمیت ان کے ذہن میں نہیں ہوتی ہے، وجہ چاہے جو ہو،لیکن یہ چیز ان بچوں کے لئے مستقبل میں بہت مشقت کی بات ہوتی ہے،

جب کہ ان پر ذمہ داری آتی ہے اور اسے نبھانے کا سلیقہ نہیں ہوتا ہے۔

اولاد کی نفسیات کو نہ سمجھا

بچے مختلف مزاج اور طبیعت کے ہوتے ہیں ،بعض کے مزاج میں نرمی اور تحمل وبردباری ہوتی ہے اور بعض کے مزاج میں غصہ اور زود رنجی ،بعض کی طبیعت میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ ہوتا ہے اور بعض کی طبیعت میں شوخی اور سیلان ،بعض ماں باپ بچوں کی نفسیات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں اور ان کی طبیعتوں کے درمیان خاصے فرق کے باوجود تمام کے ساتھ ایک ہی جیسا رویہ برتتے ہیں ،حالانکہ ان کے مزاج کا فرق یہ تقاضہ کرتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مزاج کی رعایت کرتے ہوئے سلوک کیا جائے ،مثلاً ایک شوخ وشریر اور لاابالی بچہ کو کسی چھوٹی سے بات پر ایک دوطمانچہ مار بھی دیا جائے ،تو اسے اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا ہے،لیکن سنجیدہ طبیعت بچے کو کسی غلطی پر زیادہ ڈانٹ بھی دیا جائے ،تو وہ اس کے لئے سخت تکلیف کا سبب بن جاتا ہے ،نفسیات کی رعایت نہ کرنا بسااوقات بچوں کی بے راہ روی کا سبب بنتا ہے۔

عمر کی رعایت نہ کرنا

بچے اپنے والدین کی نگاہ میں چھوٹے ہی ہوتے ہیں ،خواہ عمر کے اعتبار سے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوجائیں ، یہ بات اگر صرف والدین کے ذہن میں رہے تو کوئی بات نہیں ، لیکن یہ بچوں کے لئے تب مضر ہوجاتی ہے ، جب والدین ان کے ساتھ عمر کے بڑھنے کے باوجود معاملہ ایسا ہی کرتے ہیں ، جیسے وہ بہت چھوٹے ہوں اور بچے یہ دیکھتے ہیں کہ باہر کے لوگ اس کی عمر کے اعتبار سے اس سے معاملہ کرتے ہیں ،نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ کشمکش کا شکار ہوجاتا ہے اور اسے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ اپنا طور طریقہ کیسا رکھے؟ اور اس بات کی وجہ سے اس کی عمر اور جسمانی اعتبار سے نشوونما کے ساتھ اس کی ذہنی نشوونما بھی نہیں ہو پاتی

ہے۔

تربیت اولاد میں ناکام لوگوں کو برا بھلا کہنا

بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ آوارہ اور بے راہ رو بچوں کو دیکھتے ہیں، تو ان کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی برائیوں کو اچھالتے ہیں اور ان کے والدین پر تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے تربیت میں کوتاہی کی ہے، حالانکہ ایسے وقت میں کرنا یہ چاہئے کہ ان بچوں کے لئے عافیت کی اپنے گھر کے بچوں کے لئے ان شرور اور مصائب سے حفاظت کی دعائیں کی جائیں---معاشرہ میں ایسا کثرت سے دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر ان برا بھلا کہنے والوں کے بچے بھی ان کی اس زبان درازی کی لعنت کی وجہ سے بے راہ روی کے شکار ہوجاتے ہیں اور آوارگی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔

تعلیم نہ دینا

تعلیم انسان کی تعمیر وترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا والدین کے لئے اولاد کی تعلیم کی طرف توجہ کرنا ایک ضروری چیز ہے، لیکن والدین تعلیم کے تعلق سے، مختلف قسم کی غلطیاں کرتے ہیں۔ بعض ماں باپ تو بچوں کو تعلیم ہی نہیں دلاتے ہیں، اسے ان پڑھ اور جاہل رکھتے ہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے، اس کی وجہ سے وہ بچے ساری زندگی جہالت کی تاریکی میں گذارتے ہیں اور دینی ودنیوی ہر دو معاملے میں دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔

دینی تعلیم نہ دینا

بعض ماں باپ بچوں کی تعلیم کی فکر تو کرتے ہیں، لیکن ان کی ساری فکر ایسی تعلیم کی اردگرد گھومتی ہے، جس سے چند روپئے حاصل ہوسکیں اور بس، دین کی اتنی تعلیم بھی انہیں دلانے کی توفیق نہیں ہوتی، جس سے بچے اللہ اور اس کے رسول کو پہچان جائیں، بنیادی اعمال

مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے طریقے سے واقف ہوجائیں، روزمرہ پیش آنے چیزوں میں حلال وحرام کے مسائل سے آگاہ ہوجائیں، قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا آجائے، اتنی سورتیں یاد ہوجائیں کہ جن کے ذریعہ نماز ادا کرسکیں، ضروری منقول دعائیں یاد ہوجائیں، حالانکہ اتنی تعلیم فرض اور ضروری ہے، اس بے توجہی، بلکہ بے توفیقی کی وجہ سے بچوں کے دل میں دین کی عظمت اور اپنی دینی پہچان نہیں پیدا ہو پاتی ہے، بچوں کو فرائض وواجبات کی ادائیگی کا خیال بھی نہیں آتا ہے، اور وہ آخرت کی تباہی اور ہمیشہ ہمیش کی زندگی کی ناکامی کے راستہ پر چل پڑتے ہیں۔

تعلیم گاہ (اسکول، مدرسہ) کے انتخاب میں لاپرواہی برتنا

گھر کے بعد بچے اور بچیاں سب سے زیادہ جس جگہ کے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں، وہ تعلیم گاہ یعنی اسکول، مدرسہ وغیرہ کا ماحول ہے، بلکہ بسا اوقات گھر سے زیادہ تعلیم گاہ کے ماحول کا ان پر اثر پڑتا ہے، اس کے باوجود بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کے لئے تعلیم گاہ کے انتخاب میں غلطیاں اور کوتاہیاں کرتے ہیں، چنانچہ بعض ماں باپ بچوں کو ایسے اداروں میں داخل کرتے ہیں، جہاں مذہب بیزاری کا ماحول ہوتا ہے، جہاں انتظامیہ اور اساتذہ لامذہب ہوتے ہیں یا دین اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے ہوتے ہیں، ان اداروں کا سسٹم اور نظام اور ان کا نصاب تعلیم ایسا ہوتا ہے کہ بچے گو کہ نام کے اعتبار سے مسلمان باقی رہتے ہیں؛ لیکن عموماً فکری اعتبار سے اپنی سب سے قیمتی چیز ''ایمان'' سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور لامذہب یا اسکول کے اساتذہ وانتظامیہ کے مذہب کے عقائد اور فکر رکھنے والے بن جاتے ہیں، عیاذاً باللہ!

بعض ماں باپ اولاد کو ایسے اداروں میں داخل کرتے ہیں، جہاں مخلوط تعلیم (co.education) ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بچے اور بچیاں وقت سے پہلے بہت سی

ان باتوں سے واقف ہوجاتے ہیں، جو نامناسب اور غلط ہوتی ہیں اور اس کا نتیجہ اخلاقی گراوٹ اور جنسی بے راہ روی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اس کی وجہ سے بچے بچیوں میں بے حیائی آتی ہے، پردہ اور عفت وعصمت کی اہمیت دلوں سے نکلتی ہے اور یہ اکثر اوقات ان کی دنیا وآخرت کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

بعض ماں باپ بچوں کو ایسے اداروں میں داخل کردیتے ہیں، جہاں پڑھنے پڑھانے کا ماحول بالکل نہیں ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کا برسوں وقت ضائع ہوتا ہے اور انہیں کچھ علم نہیں آپاتا ہے یا ایسے اداروں میں داخلہ دلاتے ہیں، جہاں کا تربیتی نظام بہتر نہیں ہوتا ہے، اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچے اوباش اور آوارہ ہوجاتے ہیں اور یہ داخلہ ان کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوتا ہے۔

بچوں کے گھر کے تعلیمی کام میں مدد نہ کرنا

کچھ والدین اپنی ذمہ داری صرف اتنی سمجھتے ہیں کہ بچوں کو کسی مناسب ادارہ میں داخل کردیا جائے، بچوں کو روزانہ گھر پر کرنے کے لئے یا چھٹیوں میں گھر پر کرنے کے لئے جو کام دئے جاتے ہیں، ان کے کرنے میں بچوں کی مدد نہیں کرتے ہیں یا اساتذہ بعض باتوں کی طرف توجہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں؛ لیکن ماں باپ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے، اس کی وجہ سے اسکول ومدرسہ اور وہاں کے اساتذہ کے اچھے ہونے کے باوجود ایسے بچے ناکام رہتے ہیں اور کامیابی حاصل نہیں کرپاتے ہیں۔

بچوں کی موجودگی میں ان کا دفاع کرنا

کبھی کسی وجہ سے کوئی استاذ یا کوئی دوسرا ہوشمند آدمی کسی بچہ کی تنبیہ کرتا ہے اور بچہ اس بات کو اپنے ماں باپ تک پہونچاتا ہے، تو بعض ماں باپ بجائے اس کہ وہ استاذ یا اس آدمی کے پاس آکر نرمی سے معلوم کریں کہ کسی غلطی کی وجہ سے اس کی تنبیہ کی گئی ہے کہ گھر پر

بھی اس پہلو سے توجہ رکھی جا سکے، وہ اپنے بچہ کا دفاع کرنے لگتے ہیں اور یہ ثابت کرنے میں لگ جاتے ہیں کہ بچے نے کوئی غلطی نہیں کی، یہ تنبیہ ظلم تھی، اس کی وجہ سے بچے کے دل میں اساتذہ اور تربیت کرنے والے کی بے احترامی پیدا ہوجاتی ہے، اسے اپنی غلطیاں بھی درست معلوم ہونے لگتی ہیں، جس کے نتیجہ میں کبھی وہ غلطیوں کا عادی ہوجاتا ہے اور برا انسان بن جاتا ہے اور اس کا سبب ماں باپ کا اس کی غلطیوں کی طرف سے بے جا دفاع کرنا ہوتا ہے۔

یہ اولاد کی تربیت میں ہونے والی چند بڑی اور کثرت سے واقع ہونے والی غلطیاں اور کوتاہیاں ہیں، غور کیا جائے کہ ان کوتاہیوں یا ان جیسی غلطیوں کے ساتھ اولاد کی صحیح تربیت ہوسکتی ہے؟ صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، یہ ببول کے درخت لگا کر اس سے آم کے پھل کی امید کرنے کی طرح ہے، اولاد کی بہتر تربیت، بچے اور بچیوں کی صحیح نشوونما کے لئے ان کوتاہیوں سے باز آنا ہوگا اور ان جیسی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔

اولاد کی تربیت ---کوتاہیاں اور رہنما اصول

دوسرا باب
بہتر تربیت کے چند رہنما اصول

اسلام اور تربیت اولاد

اسلام میں تربیت اولاد کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے، چنانچہ خود قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اس سلسلہ میں رہنما اصول بتائے گئے ہیں، سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے سے کی جانے والی تربیتی باتوں کا تذکرہ کیا ہے، جو ایمان وعقائد کی درستگی اور اخلاق وکردار کے سنوارنے کے سلسلہ میں ہیں، احادیث کے ذخیرہ میں تربیت اولاد کے طریقہ کے سلسلے میں جہاں قولی ارشادات ایک مناسب تعداد میں ملتے ہیں، وہیں خود آپ ﷺ نے عملی طور پر جو طریقہ اختیار کیا ہے، اس کا بھی تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔

اگلی سطروں میں اس سلسلہ میں کتاب وسنت میں آنے والی تعلیمات کی روشنی میں کچھ رہنما اصول ذکر کئے جائیں گے، جن کی رعایت کرتے ہوئے اوران کا خیال رکھتے ہوئے بچے بچیوں کی تربیت ان شاءاللہ ان کو دینی ودنیوی ہر دو اعتبار سے کامیاب وکامران بنائے گا۔

نکاح کے لئے نیک عورت کا انتخاب کرنا

ماں کے ساتھ بچوں کا گہرا تعلق ہوتا ہے، اس کے عادات واطوار اور اخلاق وکردار سے بچے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں، لہذا اولاد کی بہتر تربیت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ نکاح کے لئے لڑکی کا انتخاب کرتے ہوئے دوسرے اوصاف کے ساتھ ساتھ دینداری، اخلاقی بلندی اور پاکیزگی کو خصوصیت سے ترجیح دیا جائے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **تنکح المراۃ لأربع: لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا، فاظفر بذات الدین، تربت یداک۔** (۱) عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، اس کے حسن جمال کی وجہ سے، اور اس کے دین کی

---

۱) بخاری عن ابی ھریرۃؓ، کتاب النکاح، باب الأکفاء فی الدین، حدیث نمبر ۵۰۹۰

وجہ سے، توتم دیندار عورت (کو حاصل کرنے) کے ذریعہ کامیابی حاصل کرو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں!

ماں اگر دیندار اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی مالک ہوگی، تو بچوں میں بھی ان اچھے صفات کو پیدا کرنے کی کوشش کرے گی، نیز یہ کہ اس کی اچھائی کی وجہ سے گھر کا ماحول صالح اور پاکیزہ ہوگا، جو بچوں کی بہتر نشوونما اور اچھی اٹھان کے لئے ضروری ہے۔

صالح اولاد کے لئے دعا کرنا

اولاد عطا کرنا، اسے نیک وصالح بنانا اور اسے دینی ودنیوی اعتبار سے کامیاب کرنا یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے صالح اولاد کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے، یہ نبیوں اور نیک بندوں کا طریقہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر فرمایا ہے: **قال رب هب لي من لدنک ذرية طيبة، انک سميع الدعا** (۱) حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب: مجھے آپ اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کیجئے، یقینا آپ دعا کو سننے والے ہیں۔

قرآن کریم میں نیک لوگوں کی صفات میں بھی اس دعا کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: **ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرة أعين، واجعلنا للمتقين إماما** (۲)

اے پروردگار: ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا کیجئے، جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں تقوی اختیار کرنے والوں کا امام بنائیے۔

اولاد کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا

اولاد اللہ کی طرف سے تحفہ ہے اور ایک مؤمن کے شایان شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

۱) آل عمران: ۳۸

۲) الفرقان: ۷۴

کی طرف سے عطا کی ہوئی ہر نعمت پر خوشی کا اظہار کرے اور شکر ادا کرے، لہٰذا اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے یا بیٹی، اس کی پیدائش پر شکر بجالائے اور اس بات کا خوف دل میں نہ لائے کہ ان بچوں کے کھانے پینے اور دوسری ضرورتوں کا انتظام کیسے ہوگا؟ کیوں کہ جو اللہ ہمیں روزی دیتا ہے، وہی ان بچوں کی روزی اور ضرورتوں کا بھی کفیل اور ذمہ دار ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **نحن نرزقھم و ایاکم**(۱) ہم انہیں بھی روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔

اسی طرح زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی طرح خاص طور سے لڑکی کی پیدائش پر ناخوش اور رنجیدہ نہ ہو؛ بلکہ اسے اور خوش نصیبی سمجھے؛ کیوں کہ اس کی پرورش و پرداخت اور اچھی تربیت کی خصوصی فضیلت ہے؛ بلکہ اس پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے(۲)

لڑکا یا لڑکی کی پیدائش پر انسان شکر ادا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت اولاد میں عطا کریں گے اور اگر خوش ہوگا، تو اس کی اچھی تربیت کی طرف انسان متوجہ ہوگا، اس کے برعکس ناشکری بے برکتی کا اور ناخوشی بے توجہی کا سبب بنے گی۔

اچھی تربیت پر اللہ سے مدد چاہنا

کوئی بھی کام اللہ تعالی کی مدد اور توفیق کے بغیر ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے ہر کام میں ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ ہم اس پاک اور قدرت رکھنے والی ذات سے مدد طلب کریں...... **و ایاک نستعین** (۳) اور ہم آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں ---- چنانچہ والدین کو یہ چاہئے کہ اولاد کی بہتر تربیت کے لئے اللہ سے مدد چاہیں۔

---

۱) الاسراء:۳۱

۲) بخاری: کتاب الزکوۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، حدیث نمبر:۱۴۱۸

۳) الفاتحہ:۴

اولاد کے لئے دعا کرنا

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور اللہ کی رحمتوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے، ماں باپ کو یہ چاہئے کہ ہمیشہ اولاد کی خیریت وعافیت اور صلاح کے لئے دعا کرتے رہیں، اگر وہ اللہ کے فضل سے صالح اور نیک ہوں، تو مزید صلاح وتقویٰ کے لئے اور خیر کے کاموں پر ثابت قدمی کے لئے دعا کرتے رہیں اور اگر خدانخواستہ بُرے ہوں، تو ان کی ہدایت اور صحیح راستہ پر آنے کے لئے دعا کرتے رہیں۔

بچے بچیوں کے خلاف بددعا کرنے سے سو بار گریز کرنا چاہئے ؛ کیوں کہ اگر اس بددعا کی وجہ سے وہ بگڑ گئے یا پہلے سے بگڑے تھے، مزید بگڑ گئے، ہر صورت میں دنیا میں تو یقینا خود ماں باپ کے لئے سب سے زیادہ تکلیف کا باعث ہوتے ہیں اور اگر اس بگاڑ کی وجہ ان کی تربیت سے بے توجہی ہو، تو آخرت میں بھی پوچھ گچھ سے بچ نہیں سکیں گے۔

بچوں کے اچھے نام رکھنا

ماں باپ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اولاد کے اچھے اسلامی نام رکھیں، شرعی اعتبار سے ممنوع اور ناپسندیدہ نام رکھنے سے بچیں، اس لئے کہ نام اولاد کے ساتھ زندگی بھر لگا رہتا ہے اور نام کا انسان کی ذات اور اس کے اخلاق پر بھی اثر پڑتا ہے، یہ بات حدیث سے ثابت ہے اور لوگوں کے مشاہدات وتجربات بھی اس بات کو بتاتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نام کا اثر انسان کی شخصیت پر نہ پڑے، چنانچہ بُرا نام رکھنا تربیت کی بنیادی غلطیوں میں سے ہے کہ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ انسان اپنی اولاد کے اندر اس ناپسندیدہ بات کو چاہتا ہے اور اچھا نام ماں باپ کی بچوں کے سلسلہ میں اچھی سوچ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ایمان وعقائد کی باتوں کو اولاد کے دل میں بٹھانا

ماں باپ کے اوپر اولاد کے سلسلہ میں جو سب سے بڑی ذمہ داری آتی ہے، وہ یہ

ہے کہ بالکل چھوٹے ہی میں ان کے دلوں میں ایمانِ خالص کا پودا لگادیں اور اس ایمانی پودے کی دیکھ ریکھ اور سینچائی بھی کرتے رہیں؛ تاکہ جیسے جیسے ان کی عمر بڑھے، یہ ایمانی پودا مضبوط درخت بنتا چلا جائے---اولاد جب بالکل چھوٹی ہو، اسی وقت سے اسے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھائیں۔

جب تھوڑی سمجھ بوجھ بچوں میں پیدا ہونے لگے، تو ماں باپ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کی محبت پیدا کرنے اور اس کے بڑھانے کی کوشش کریں، اللہ نے ان پر جو انعامات کئے ہیں، ان سے بچوں کو آگاہ کریں، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا جو درجہ اور مرتبہ ہے، وہ انہیں بتائیں اور ان کی عمر کی رعایت کرتے ہوئے دھیرے دھیرے دوسرے عقائد سے بھی واقف کرائیں۔

اعلیٰ اخلاق و کردار سے آراستہ کرنا

ماں باپ کو شروع ہی سے اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے بچے اعلیٰ اخلاق و کردار اور قابل تعریف خصلتوں سے آراستہ ہوجائیں، چنانچہ ان کی تربیت اس طرح کرنی چاہئے کہ وہ تقوی و پرہیزگاری، حلم و بردباری اور عفت و پاکدامنی کے اوصاف سے مزین ہوجائیں، نیکی، سچائی و امانتداری، مصیبتوں کے وقت میں صبر، نعمتوں پر شکرگذاری، رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی، لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کے خوگر بن جائیں، تعلیم و تعلم ان کا محبوب مشغلہ بن جائے؛ تاکہ جب وہ بڑے ہوں، تو انسانیت، شرافت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا نمونہ ہوں۔

بُرے اخلاق سے بچانا

والدین کو اس بات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ وہ بچوں کو بُرے اخلاق سے بچائیں، ان کے دل میں بُرے اوصاف مثلاً جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، حسد کرنا، کینہ رکھنا،

غیبت اور چغل خوری کرنا، دوسروں کا کچھ لے لینا، والدین کی نافرمانی کرنا، قطع رحمی کرنا، بزدلی دکھانا، خودغرضی برتنا اور اس جیسے دوسرے برے کاموں کی قباحت اور ناپسندیدگی کو بیٹھائیں؛ تاکہ جب وہ بڑے ہوں، تو بری حرکتوں اور برے کاموں سے بچنے والے اور اس سے نفرت کرنے والے بن کر بڑے ہوں۔

اسلامی آداب سکھانا اور اس کا عادی بنانا

اسلام نے روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے احوال اور باتوں کے سلسلہ میں چھوٹے چھوٹے پاکیزہ آداب بتائے ہیں، جیسے جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو، تو اسے سلام کیا جائے، جب کوئی مسلمان سلام کرے، تو اس کا جواب دیا جائے، چھینک آئے، تو الحمدللہ کہا جائے، کوئی چھینکنے والا ''الحمد للہ'' کہے، تو اس کا جواب ''یرحمک اللہ'' سے دیا جائے، کھانا دائیں ہاتھ سے کھایا جائے، ناک وغیرہ بائیں ہاتھ سے صاف کیا جائے، آنے والے مہمان کا خوشدلی سے استقبال کیا جائے، اسی طرح بیت الخلاء جانے کے آداب اور بڑے چھوٹے سے گفتگو کے آداب وغیرہ۔

ماں باپ کو چاہئے کہ یہ آداب بچوں کو سکھائیں، ان آداب کے سلسلہ میں ان کو تاکید کرتے رہنا چاہئے اور جب ان سے چھوٹیں، تو یاد دلانا چاہئے؛ تاکہ یہ آداب ان کی عادت بن جائیں اور یہ پاکیزہ باتیں ان کی زندگی میں رچ بس جائیں۔

بچوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنا

والدین کو یہ بات بھی ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ بچوں کے ساتھ اچھی اور پاکیزہ باتیں کریں، گفتگو میں اچھے جملے استعمال کریں، گھٹیا جملے، گالی اور بری باتیں زبان سے نہ نکالیں، بچے غلطی بھی کریں، تو ان کی تنبیہ اچھے اور محبت بھرے الفاظ میں کریں، مثلاً یہ کہیں ''نہیں بیٹا! یہ برا کام ہے، آپ فوراً اسے چھوڑ دیئے!''۔

ماں باپ کو قابل تعجب بات پر ’’سبحان اللہ‘‘ قابل افسوس بات پر ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ جب کوئی اچھا کام کرے ،تو جزاک اللہ اور بارک اللہ‘‘ جیسے الفاظ دوران گفتگو استعمال کرنا چاہئے اور بچوں کو بھی یہ سکھانا اور اس کا عادی بنانا چاہئے ؛ تاکہ وہ گفتگو کے اسلامی آداب کے ساتھ متصف ہوجائیں۔

قرآن کریم یاد کرانا

قرآن کریم یاد کرانا ایک اہم اور افضل ترین عمل ہے، ماں باپ کو بچوں کی چھوٹی عمر ہی سے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی عمر اور صلاحیت کی رعایت کرتے ہوئے قرآن کریم کی سورتیں یاد کرائیں ؛ تاکہ کچھ بڑے ہونے تک ایک مناسب مقدار میں قرآن کریم انہیں یاد ہوجائے ،اگر یہ اندازہ ہو کہ یہ بچہ پورا قرآن کریم حفظ کرلے گا ،تو اس کی بھی کوشش کرنی چاہئے ،اس لئے کہ حفظ قرآن جہاں خود بچے کے لئے فضیلت کی بات ہے، وہیں ماں باپ کے لئے مغفرت اور بلندئ درجات کا بھی سبب ہے(۱)

اگر یہ اندازہ ہو کہ بچہ مکمل قرآن حفظ نہیں کر پائے گا ،تو کچھ سورتیں ضرور یاد کرادی جائیں اور ناظرہ (دیکھ کر) قرآن کریم پڑھنے کی تعلیم تو لازماً دوسری تمام تعلیم سے پہلے دی جائے۔

دعائیں یاد کرانا

دعا کو حدیث پاک میں مؤمن کا ہتھیار بتایا گیا ہے: **الدعاء سلاح المؤمن۔** (۲) دعا اللہ اور بندے کے درمیان رشتہ جوڑتا ہے، حدیث پاک میں روزمرہ پیش آنے والے احوال کے لئے دعائیں وارد ہوئی ہیں کہ اٹھتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے ،سوتے وقت یہ دعا

---

۱) ابوداؤد عن سہل بن معاذ، کتاب الوتر، باب ثواب قراءۃ القرآن، حدیث نمبر: ۱۴۵۳

۲) مستدرک حاکم، کتاب التکبیر ......حدیث نمبر: ۱۸۱۲

پڑھنی چاہئے، مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے، بیت الخلاء میں جاتے اور آتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے وغیرہ۔ نیز ان دعاؤں کے پڑھنے کو شر و رفتن اور مصیبتوں سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے، لہٰذا ماں باپ کو جب بچے چھوٹے ہوں، تو ان دعاؤں کے پڑھانے کا اور جب تھوڑے ہوشمند ہو جائیں، تو انہیں ان دعاؤں کو یاد کرانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عملی نمونہ بن کر دکھانا

یہ ایک حقیقت ہے کہ بات کے مقابلہ میں عمل کا زیادہ اثر ہوتا ہے؛ لیکن نصیحت اور عمل دونوں ایک جیسے ہوں، تو یہ اور بھی زیادہ اور گہرا اثر چھوڑتا ہے، لہٰذا ماں باپ کو یہ چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سچائی، امانتداری، نماز کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت، دعاؤں کا اہتمام، وقت کی حفاظت، زبان کی بری باتوں سے حفاظت اور دوسرے تمام اچھے اخلاق میں وہ خود بھی نمونہ اور آئیڈیل بن کر دکھائیں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ جن کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کا بچوں کو حکم دیں، خود اس کے خلاف نہ کریں کیوں کہ اس سے نصیحت بے اثر ہوتی ہے اور بچوں کے دل میں ماں باپ کی عزت و توقیر بھی کم ہوتی ہے کہ وہ سوچتے ہیں کہ ہمارے والدین خود بُرے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

وعدہ پورا کرنا

یہ پچھلے عنوان میں داخل ہے؛ لیکن اس کو علاحدہ ذکر کرنے کہ وجہ اس کی خصوصی اہمیت اور کثرت سے اس کا پیش آنا ہے کہ جب کبھی والدین بچوں سے کسی بھی معاملہ میں وعدہ کریں، جیسے یہ کہ اسے فلاں دن مٹھائی دلائیں گے یا فلاں کام کرنے پر اسے تفریح کے لئے لے جائیں گے، تو انہیں ضرور پورا کرنا چاہئے، اس سے بچوں کو بھی یہ عملی سبق ملتا ہے کہ وعدہ کیا جائے تو پورا کرنا چاہئے۔۔۔ بعض ماں باپ جب بچے انہیں پریشان کرتے ہیں، تو

کسی چیز کا وعدہ کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ بعد میں بہلا لیں گے اور ایسا ہی کرتے ہیں اور وعدہ پورا نہیں کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل بچوں کے اندر بھی اس بری عادت کو پیدا کر دیتا ہے۔

بُری چیزوں سے بچانا

اولاد کے سلسلہ میں والدین کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ انہیں بری چیزوں سے بچائیں اور اپنے گھر کو ایسے تمام آلات اور چیزوں سے پاک رکھیں، جو دینی واخلاقی خرابی کا سبب بنتے ہیں؛ تا کہ اولاد کے عقائد واخلاق نہ بگڑیں۔

کھیل کود کی اچھی چیزیں فراہم کرنا

بچے کھیل کود کے فطری طور پر شائق ہوتے ہیں؛ چنانچہ جہاں والدین پر یہ ضروری ہے کہ اخلاق کو خراب کرنے والی اشیاء گھر میں نہ لائیں، وہیں ان کو یہ کرنا چاہئے کہ بچوں کی فطرت کی رعایت کرتے ہوئے جائز کھیل کود کی اشیاء انہیں دیں؛ تا کہ خالی اوقات میں وہ اس سے کھیل سکیں اور ان کے خوشی کا سبب ہو، لیکن زیادہ بہتر ایسی چیزوں کا فراہم کرنا ہوگا کہ اس سے کھیل کود کو ساتھ ساتھ کوئی ذہنی یا جسمانی فائدہ بھی ہو۔

جنسی بے راہ روی کے اسباب سے بچانا

بچے بچیاں جب ایک مخصوص عمر کو پہنچ جائیں، تو مناسب کتابوں کے ذریعہ یا کسی دوسرے طریقہ سے ضروری جنسی معلومات انہیں فراہم کی جانی چاہئے؛ تا کہ اپنے جسم اور نظام جسم میں ہونے والی تبدیلیوں سے وہ گھبرا نہ جائیں؛ لیکن وقت سے پہلے جنسی معاملات کے سلسلہ میں معلومات یا مناسب وقت پر ضرورت سے زیادہ معلومات ان کو فراہم نہیں کی جانی چاہئے کہ یہ جنسی بے راہ روی کا سبب بنتا ہے۔

اس کے لئے ماں باپ پر یہ ضروری ہے کہ وہ بچوں کو عشقیہ کہانی، بیہودہ میگزین،

فحش جنسی کتابوں کے پڑھنے سے بچائیں، انہیں گانے وغیرہ سننے سے بھی روکیں، نیز تین ساڑھے تین سال کی عمر کے بعد اپنے میاں بیوی والے مشترکہ بستر سے بچوں کو علاحدہ کردیں اور پانچ ساڑھے پانچ سال کی عمر میں لڑکے اور لڑکیوں کا بستر بھی علیٰحدہ کردیں۔

زیادہ زیب وزینت اختیار کرنے سے بچانا

صفائی ستھرائی ایمان کا حصہ ہے، ماں باپ کو اپنی اولاد کو پاکی اور صفائی ستھرائی کا عادی بنانا چاہیئے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی توجہ رکھنی چاہیئے کہ وہ زیب وزینت میں زیادہ مبالغہ نہ کرنے لگیں، زیب وزینت کے لئے کافروں اور فاسقوں کے لباس اور دوسری چیزوں میں مشابہت نہ اختیار کرنے لگیں، خصوصا لڑکیاں ایسا لباس نہ پہنیں، جو جسم کو چھپانے کے بجائے نمایاں کرتا ہو، اس لئے کہ یہ تمام حرکتیں شرافت کو ختم کرنے والی اور مزاج وطبیعت کو فاسد کرنے والی ہیں۔

چستی اور محنت کا عادی بنانا

والدین کے لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ بچوں کو بہت زیادہ راحت وآرام کا یا کسل مندی وسستی کا عادی بنادیں؛ بلکہ انہیں چاہیئے کہ بچوں کو اتنی ہی راحت دیں، جتنی ان کے لئے ضروری ہو، اور انہیں چستی اور محنت ومشقت کا عادی بنائیں، کیوں کہ چستی اور محنت ومشقت کی عادت دنیا وآخرت کی کامیابی کے اسباب میں سے ہے اور سستی وآرام پسندی کی عادت دنیوی واخروی حسرت وافسوس ہی کا باعث بنتی ہے۔

گفتگو، کھانے پینے اور سونے میں بے اعتدالی سے بچانا

اسی طرح ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو فضول اور بے کار کی باتوں میں وقت ضائع کرنے سے، انہیں کھانے پینے اور سونے میں بے اعتدالی سے بچائیں، اس لئے کی جو آدمی بھی زیادہ سونے اور بے کار باتوں کا عادی ہوجاتا ہے، وہ دنیوی اور

اخروی محرومی کا شکار ہوتا ہے، نیز زیادہ کھانا پینا انسان کے اندر سستی اور کسل کو پیدا کرتا ہے ،جو کہ دنیا اور آخرت میں نقصان کا سبب بنتا ہے۔

نماز کا شوق دلانا

بچے بچیاں جب سات سال کی عمر کے ہو جائیں ،تو والد کو چاہئے کہ لڑکوں کو اپنے ساتھ مسجد چلنے کو کہیں اور مسجد میں ان کی نگرانی بھی رکھیں کہ وہ کھیل کود یا شور ہنگامہ کے ذریعہ لوگوں کی نماز خراب نہ کریں ،اور والدہ کو چاہئے کہ بچیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے کو کہیں ،جب بچے بچیاں دس سال کے ہو جائیں ،تو نماز کے معاملہ میں ان کے ساتھ سختی کی جائے کہ انہیں تاکید سے اس کا حکم دیا جائے اور چھوڑنے پر مناسب تنبیہ کی جائے (۱) اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نماز کے ان پر فرض ہونے سے پہلے وہ اس کے عادی ہو جائیں گے اور بالغ ہونے کے بعد نماز چھوڑ کر اپنے آپ کو گنہگار نہیں بنائیں گے۔

بچوں کے رجحان کو جاننا اور اس کی رعایت کرنا

ماں باپ کو بچوں کے احوال پر غور کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا ذہن کس طرف چلتا ہے، اگر اس کا رجحان کسی غلط چیز کی طرف ہو، تب تو اس کے اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے ؛لیکن اس کا ذہن کسی بھی صحیح چیز میں زیادہ چلتا ہو،تو انہیں ایسا ماحول اور ایسے اسباب ووسائل فراہم کرنے چاہئے کہ ان کی وہ صلاحتیں ترقی کر سکیں ،ان پر اپنی سوچ کو تھوپنا نہیں چاہئے، کیوں کہ اس سے ان کے ناکام ہوجانے کا اندیشہ ہے، چنانچہ بچوں کا رجحان اگر تعلیم کی طرف ہو،تو اسے تعلیم دلانا چاہئے اور تعلیمی میدان میں اس کی ترقی کے اسباب ووسائل فراہم کرنے چاہئے، پھر تعلیم میں بھی ان کے ذہن کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ کون سی تعلیم حاصل کرنا چاہ رہے ہیں ،اپنا خیال ان پر مسلط نہیں کرنا چاہئے اور اگر ان کا

---

۱) ابوداؤد،کتاب الصلاۃ،باب متیٰ یومر الغلام بالصلاۃ،حدیث نمبر: ۴۹۴،۴۹۵

رجحان تعلیم کے علاوہ صنعت وحرفت یا تجارت وغیرہ کی طرف ہو،تو بنیادی تعلیم کے بعد ان کو اسی راہ میں جانے دینا چاہئے ،رجحان کے خلاف دوسری چیزوں میں مشغول کرنا ان کے حق میں مضر ہے ؛اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ رجحان ومیلان سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں،تو اس کے علاوہ کسی کام کو ان پر مسلط کرنا کہاں مفید ہوسکتا ہے؟!

اظہار رائے کی جرأت پیدا کرنا

ماں باپ بچوں کو ان کی اہمیت کا احساس دلائیں اور ان کے اندر خوداعتمادی پیدا کریں؛ تاکہ وہ شریف اور جرأت مند بن کر جی سکیں اور جہاں کہیں اظہار رائے کی ضرورت محسوس کریں،تو سوچ سمجھ کر بڑے چھوٹے کا لحاظ کرتے ہوئے جرأت کے ساتھ اپنی بات کہہ سکیں---بچوں کو ناسمجھ سمجھتے ہوئے

ان کو اہمیت نہ دینا ان کے اندر خوداعتمادی کو ختم کردیتا ہے اور انہیں خود ان کی نگاہ میں حقیر بنا دیتا ہے،جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت بھی اظہار رائے کی جرأت نہیں کر پاتے ہیں اور بسا اوقات اس کمی کی وجہ سے اپنا حق بھی برباد کر لیتے ہیں۔

بچوں سے مشورہ کرنا

گھریلو اور دوسرے معاملات میں بچوں سے مشورہ کرنا چاہئے ، جیسے یہ کہ گھر کو کس رنگ سے رنگ کیا جائے ، گاڑی کون سی لی جائے ،کس ایجنسی سے گیس سلینڈر لینا مناسب ہے، فلاں جگہ سے مجھے پروگرام میں شرکت کی دعوت آئی ہے، شرکت کروں یا نہ کروں ؟وغیرہ، ہر بچہ بچی کو پہلے سوچنے کا موقع دیا جائے ، پھر ان کو اپنی اپنی رائے کو ظاہر کرنے کو کہا جائے اور اس رائے کو اختیار کرنے کی وجہ پوچھی جائے ، پھر تمام رایوں کی اچھائی اور برائی کو بیان کیا جائے۔

بچوں سے مشورہ لینا ان کے حق میں کئی اعتبار سے مفید ہے، اس سے گھر کے اندر ان کو اپنی اہمیت کا احساس ہوگا، ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی، ذہن پر زور دینے کے عادی بنیں گے، کسی بات کو سوچتے ہوئے کن کن پہلوؤں کو سامنے رکھنا چاہئے؟ ان کے اندر اس کا سلیقہ پیدا ہوگا، مزید یہ کہ اس سے ان کے اندر اپنی بات دوسروں تک پہونچانے کا ڈھنگ آئے گا۔

کچھ ذمہ داریاں بچوں پر ڈالنا

بچوں کی عمر اور ذہنی صلاحیت کی رعایت کرتے ہوئے کچھ ذمہ داریاں ان سے متعلق کرنی چاہئے اور اس بات کی نگرانی بھی رکھنی چاہئے کہ وہ سلیقہ سے اس ذمہ داری کو ادا کررہے ہیں یا نہیں؟ مثلاً بچے جب چھوٹے ہوں، تو کھانے کے وقت دسترخوان اور گلاس وغیرہ رکھنے کی ذمہ داری، جب کچھ بڑے ہوجائیں، تو اگر لڑکی ہو، تو باورچی خانہ یا گھر کے اندر کے دوسرے چھوٹے موٹے کام کی ذمہ داری، اگر لڑکا ہو تو قریبی دوکان سے کچھ چیزیں خرید کر لانے کی ذمہ داری وغیرہ۔

جب کچھ ہوشمند ہوجائیں، تو ان کے ہاتھ میں کچھ پیسے وقفہ وقفہ سے دیئے جائیں اور ان کو خود سے سوچ کر اور گھر کی ضرورت دیکھ کر کچھ لانے کو کہا جائے، اس طرح کی چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں ان کو سپرد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ اس پہلو سے بھی ان کی تربیت ہوجائے گی اور جب ان پر ذمہ داری آئے گی، تو وہ اسے بخوبی ادا کرسکیں گے۔

سماجی کاموں میں شرکت کا عادی بنانا

ماں باپ کو بچوں کی چھوٹی عمر ہی سے انہیں اردگرد ہونے والے دینی کاموں میں شرکت کی تاکید کرنی چاہئے، انہیں اس بات کا عادی بنانا چاہئے کہ وہ اپنی طاقت وقوت اور صلاحیت کے مطابق فقراء اور مساکین کی مدد کریں، ضرورت منداور پریشان لوگوں کا تعاون

کریں، فلاحی اور سماجی کام کرنے والے اداروں سے جڑیں اور ان کے کاموں میں شرکت کریں۔

فیصلہ لینے کا سلیقہ پیدا کرنا

کبھی کبھی ماں باپ ایسی حالت اور پوزیشن میں جب کہ سوچ کر جلدی فیصلہ لینے کی نوبت ہو، سمجھ دار بچہ یا بچی کو اس حالت سے نپٹنے اور کوئی فیصلہ لینے کو کہیں، پھر دیکھیں کہ اس نے کیسا فیصلہ لیا ہے؟ اگر احوال کے مناسب ہو، تو اس کی ہمت افزائی کریں اور اگر وہ فیصلہ مناسب نہ ہو، تو نرمی اور محبت سے اس کے فیصلہ کی غلطی سے اسے آگاہ کریں، ایسا کرنے سے ان میں زندگی کی مختلف حالتوں کا سامنا کرنے کا سلیقہ پیدا ہوگا، نیز مشکل حالات سے نپٹنے کی ہمت اور ڈھنگ ان کے اندر آئے گا۔

عمر کی رعایت کرتے ہوئے معاملہ کرنا

والدین کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بچہ جب عمر کے اعتبار سے بڑھتا ہے، تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی قوت فکریہ میں بھی بڑھوتری آتی ہے، اس کے سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی صلاحیت بھی بڑھتی ہے، لہٰذا اس سے معاملہ ہمیشہ اس کی عمر کی رعایت کرتے ہوئے کرنا چاہئے، بعض ماں باپ بچوں سے ان کے خاصے بڑے ہوجانے کے باوجود بھی ایسا رویہ رکھتے ہیں، جیسے کہ وہ ابھی بہت چھوٹے ہوں، اس سے بچوں کی ذہنی استعداد پر برا اثر پڑتا ہے، نیز یہ رویہ لوگوں کے اور خاص کر ان کے ہم عمروں کے سامنے ہو، تو ان کے لئے شرمندگی کا سبب بھی بنتا ہے۔

بچوں کو وقت دینا

والدین کے لئے یہ بہت ضروری ہے--- خواہ وہ کتنے ہی مشغول لوگوں میں کیوں نہ ہوں--- کہ کوئی ایسا وقت بچوں کے لئے خاص کریں، جس میں ان کے ساتھ بیٹھیں، ان

سے پیار و محبت کی باتیں کریں ،انہیں تسلی دیں ،ان کی ضرورتوں اور پریشانیوں کو جانیں ،انہیں مفید اور بامقصد قصے سنائیں اور اس سلسلہ میں وقت کی کمی کا بہانہ نہ کریں۔

کیوں کہ یہ تجربہ کی بات ہے کہ جو والدین اپنے بچوں سے قریب ہوتے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں ،ان کو سمجھاتے بجھاتے بھی ہیں اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق کی باتیں بھی کرتے ہیں، وہ اپنی اولاد میں ان باتوں کا ثمرہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کے احوال اچھے ہوتے ہیں، بچے خوش اور مطمئن رہتے ہیں، بچوں کی طبیعت میں سلامتی رہتی ہے، اس کے برعکس جن والدین کے پاس اپنے بچوں کے لئے وقت نہیں ہوتا ہے، وہ کبھی ہی کبھی ان کے ساتھ بیٹھتے اور وقت گذارتے ہیں، ان کے بچوں میں زندگی اور کاروبار زندگی کا سامنا کرنے کا سلیقہ نہیں آتا ہے، وہ سیدھی اور درست راہ سے ہٹ جاتے ہیں اور بسا اوقات والدین میں سے جو وقت نہ دے، ان سے متنفر بھی ہو جاتے ہیں اور گھر کے باہر اس سکون کی تلاش میں اکثر تباہی کے غار میں جا گرتے ہیں۔

اولاد کے درمیان عدل کا معاملہ کرنا

شریعت اسلامیہ نے ہر معاملہ میں عدل و انصاف کا حکم دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان (۱) اللہ تعالی (تم سب کو) عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے--- چنانچہ ماں باپ کے ذمہ بھی یہ ضروری ہے کہ اپنی تمام اولاد کے درمیان عدل و انصاف کا معاملہ کریں اور کسی کو کسی پر اہمیت دینے سے گریز کریں، نیز یہ ملحوظ رکھیں کہ عدل جہاں مادی چیزوں یعنی روپئے پیسے اور دنیوی مال و متاع میں ضروری ہے، وہیں معنوی چیزوں یعنی محبت و شفقت اور اظہار تعلق میں بھی لازمی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ اس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں برابر ہیں۔

---

۱) النحل: ۹۰

بچوں کے جذبات کی تسکین کرنا

بچوں کو سب سے زیادہ ضرورت محبت اور پیار کی ہوتی ہے، لہٰذا ماں باپ کو اپنے بچوں کی اس ضرورت کا اہمیت کے ساتھ خیال رکھنا چاہئے اور انہیں اپنی محبت وشفقت کا احساس بھی دلانا چاہئے ،اس سے بچوں کو دلی سکون ملتا ہے اور انہیں اپنی زندگی مکمل اور خوبصورت نظر آتی ہے جس کے نتیجہ میں ان کی اچھی نشوونما ہوتی ہے، اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، تو وہ محرومی کے احساس کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اور گھر سے باہر اپنے جذبوں کی تسکین کا سامان ڈھونڈتے ہیں، یہ بات ان کی خاص طور سے فکری ترقی کی راہ میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے۔

اولاد پر بہتر انداز میں خرچ کرنا

والد کو اپنی اولاد پر خرچ کرنا چاہئے ؛ البتہ خرچ کرنے میں دو باتوں کی رعایت کرنی چاہئے : ایک یہ کہ اتنے بخل سے کام نہ لے کہ اولاد کی ضرورت ٹھیک سے پوری نہ ہو سکے اور جس کے نتیجے میں وہ یا تو محرومی کے ساتھ زندگی گذارے یا گھر سے غلط طریقہ سے یا گھر کے باہر سے کسی بھی طریقہ سے اپنی ضرورت کے لئے مال اور دوسری چیزیں حاصل کرنے کی کوشش کرے، دوسرے یہ کہ اتنی فراخ دستی بھی نہیں دکھانی چاہئے کہ وہ حد سے زیادہ ناز ونعم کی اور اپنے ہر مطالبہ کے منوانے کی عادی ہوجائے ؛ بلکہ ان پر اس طرح خرچ کرنا چاہئے کہ ان کی ساری ضرورتیں بہتر انداز میں پوری بھی ہوجائیں اور ان میں بے جا ناز ونعم اور اپنے ہر مطالبہ کو منوانے کی خرابی بھی پیدا نہ ہو۔

ایثار کے جذبہ کو پروان چڑھانا

ماں باپ کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ بچوں کے اندر باہمی تعاون کے جذبہ کو پروان چڑھائیں اور ان کو اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ اپنے بھائی بہنوں اور دوسروں کے

ساتھ سخاوت کا معاملہ کریں، دوسروں کے بھی احساسات کو سمجھیں، تا کہ ان کی فطرت میں خود غرضی نہ پیدا ہو، یہ جذبہ اگر بچوں میں پیدا کر دیا جائے گا، تو گھر کے اندر ہونے والی اکثر ناچاقی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

بچوں کی بات توجہ سے سننا

بچہ اگر کوئی بات کہہ رہا ہو، تو ماں باپ کے لئے قطعاً مناسب نہیں کہ اسے چپ کر دیں، یا بے توجہی کے ساتھ اس کی بات سنیں، بلکہ بچہ۔۔۔اور خاص طور سے جب کہ چھوٹی عمر کا ہو۔۔۔کوئی بات کہے، تو خوب غور سے اس کی بات سننی چاہیئے اور اپنی مکمل توجہ کا بچہ کو احساس بھی دلانا چاہیئے کہ بچہ کے خیال کے مطابق کوئی تعجب کی بات ہو، تو اپنے چہرے پر تعجب کی علامتیں ظاہر کرنی چاہیئے یا درمیان درمیان میں ایسے اشارے کرنے چاہیئے یا ایسی آواز۔۔۔مثلاً ہاں! یا پھر کیا ہوا؟ وغیرہ۔۔۔بھی نکالنی چاہیئے، جس سے توجہ ظاہر ہو۔

اسی طرح اگر وہ کوئی سوال کرے، تو اس کے ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا مناسب جواب دینا چاہیئے، اس طرز عمل سے بچہ کے اندر کئی خوبیاں پیدا ہوں گی۔

(الف) واضح بات کرنے کا سلیقہ اس کے اندر پیدا ہوگا۔

(ب) اس کی وجہ سے اس کی سوچ میں ترتیب پیدا ہوگی۔

(ج) دوسروں کی بات سننے اور سمجھنے کا سلیقہ پیدا ہوگا۔

(د) اس کی شخصیت میں نکھار آئے گا۔

(ہ) ماں باپ کے ساتھ قرب اور محبت بڑھے گی۔

بچوں کی نگرانی رکھنا

بچوں کی دینی اور دنیوی ہر پہلو سے نگرانی بہت ہی ضروری چیز ہے کہ ماں باپ بچوں کی ہر چھوٹی بڑی چیز پر نگاہ رکھیں، وہ دیکھیں کہ

(الف) کیا بچے یا بچیاں نماز، تلاوت وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں یا نہیں؟
(ب) گھر کے فون کا یا اپنے پاس موجود موبائیل کا غلط استعمال تو نہیں کر رہے ہیں؟
(ج) ان کے دوست اور سہیلیاں کون ہیں اور کیسے ہیں؟
(د) گھر کے باہر سے کیا لاتے ہیں؟
(ہ) ان کی جیب، بستہ اور الماری میں نیز ان کے سرہانے کیا رکھا ہے؟
(و) کیا وہ کچھ دوسروں کی نگاہ سے چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ ایسا کیوں ہے اور وہ چیز ہے کیا؟
(ز) بچے بچیاں اسکول، کالج یا دوستوں اور سہیلیوں کے یہاں کا بتا کر جاتے ہیں، تو کیا وہ وہیں جاتے ہیں یا کہیں اور؟
(ح) وہ کیا پڑھتے ہیں؟ کیا کچھ ایسی کتابیں بھی ان کے پاس ہیں، جو دین وعقیدہ اور اخلاق کو فاسد کرنے والی ہوں؟

اس طرح کی اور اس جیسی دوسری تمام چیزوں کی ماں باپ کو کڑی نگرانی رکھنی چاہئے؛ البتہ نگرانی میں یہ باتیں ملحوظ رہنی چاہئے:
(الف) ان ساری چیزوں کی نگرانی، دیکھ ریکھ اور تفتیش پوشیدہ طریقہ پر ہو۔
(ب) اس طرح نگرانی نہ کی جائے کہ بچے بچیوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ماں باپ ان پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔

ذہن میں یہ رکھ کر نگرانی نہ کی جائے کہ جیسے وہ کوئی عادی مجرم ہوں کہ ان کی عام سی بے ضرر بات بھی جرم محسوس ہو۔

بچوں کے اچھے دوستوں کا احترام کرنا

بچے بچیوں نے اچھے دوست بنا رکھے ہوں، تو ماں باپ کو چاہئے کہ وہ بچوں کی

ایسے دوستوں کے ساتھ اور بچیوں کو ایسی سہیلیوں کے ساتھ دوستی پر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے دوست اور سہیلیاں ان کے بچے یا بچی سے ملنے آئیں، تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں؛ بلکہ کبھی کبھی خود سے بھی ان کو بلائیں اور ان کی مادی اور معنوی دونوں اعتبار سے خاطر تواضع کریں کہ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں، ان کو ان کی اہمیت کا احساس دلائیں، نیز اپنے بچے اور بچی کے ساتھ پڑھنے، کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کی سہولت بہم پہونچائیں اور ان کے احوال معلوم کریں اور ان کے گھر والوں کے بارے میں پوچھیں۔

ماں باپ کے اس رویہ سے جہاں بچوں کے دوستوں اور بچیوں کی سہیلیوں کو اپنی قدر و منزلت کا احساس ہوگا، وہیں ان کے بچے اور بچیوں کے اندر بھی کئی باتیں پیدا ہوں گی:

(الف) گھر میں اپنی حیثیت کا حساس ہوگا، جس سے ان کے اندر آسودگی اور خود اعتمادی پیدا ہوگی۔

(ب) ماں باپ کی محبت اور ان کا احترام ان کے دل میں بڑھے گا۔

(ج) ان کو اچھے لوگوں سے تعلقات رکھنے کی رغبت ہوگی۔

بُرے دوستوں سے بچانا

ماں باپ کو اپنی اولاد کی اس طرح نگرانی رکھنی چاہئے کہ وہ برے لڑکے لڑکیوں سے دوستی نہ کرسکیں؛ لیکن اگر اتفاق سے بُرے افراد کی صحبت انہوں نے اختیار کرہی لی، تو اس تعلق کو ختم کرنے میں حکمت سے کام لینا چاہئے، چنانچہ وہ ابتداءً ہی سختی کا معاملہ نہ شروع کردیں اور نہ ہی پہلے ہی پہل اپنی اولاد کے سامنے ان کے بُرے دوستوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کردیں؛ کیوں کہ ان کی اولاد نے اپنے طور پر ان بُرے دوستوں کو اپنے لئے اچھا ہی سمجھ کر ان سے دوستی کی ہے؛ لہٰذا ماں باپ کا یہ سخت رویہ ان کے اندر ضد پیدا کرے گا اور بجائے اس کے کہ وہ ان دوستوں سے رشتہ توڑلیں، ان سے تعلق کو باقی رکھیں گے؛ البتہ ماں

باپ کے خوف سے اس سے تعلق کھلم کھلا نہیں؛ بلکہ پوشیدہ رکھیں گے۔

چنانچہ اپنی اولاد کو اس مصیبت سے بچانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے نرمی اور محبت کے ساتھ برے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھنے کی خرابی اور نقصانات کو انہیں سمجھائیں، اگر یہ طریقہ مفید نہ ہو، تو ڈرائیں دھمکائیں اور انہیں یہ احساس دلائیں کہ یہ سب ہم تمہیں برے بچوں کی دوستی سے بچانے کے لئے کر رہیں ہیں، نیز ان دوستوں کے سرپرستوں سے بھی مل کر یہ کہیں کہ وہ بھی اپنے بچوں کو ان کی اولاد سے دور رکھیں، اگر یہ طریقہ بھی فائدہ مند ثابت نہ ہو، تو اب سختی کی جائے اور گہری نگرانی رکھی جائے۔

چشم پوشی کرنا

کبھی کبھی بچے کسی وقتی جذبات کی وجہ سے غصہ اور طیش میں آجاتے ہیں اور کوئی نامناسب حرکت ان سے سرزد ہو جاتی ہے، حالانکہ ان کی طبیعت اور عادت ایسی نہیں ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں چشم پوشی اور تغافل سے کام لینا چاہیے؛ لیکن غفلت نہیں برتنا چاہیئے؛ بلکہ بچے کی نامناسب حرکت کے اسباب کو دیکھنا چاہیے؛ تاکہ ایسی صورت پیدا کی جاسکے کہ آئندہ اس سے یہ بری حرکت سرزد نہ ہو۔

غلطی کو بڑا بنانے سے گریز کرنا

والدین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بچوں کی غلطیوں کو بڑا بنائیں؛ بلکہ جو غلطی اور خطا جس درجہ کی ہو، اس کو اسی درجہ میں رکھیں اور اسی اعتبار سے تنبیہ بھی کریں اور ذہن میں یہ رکھا جائے کہ کوئی گھر غلطیوں سے خالی نہیں، ہاں کہیں کم تو کہیں زیادہ۔

اصلاح کا موقع دینا

اولاد کی تربیت میں اس بات کی بھی رعایت رکھنی چاہیے کہ جب وہ غلطی کریں، تو انہیں اصلاح کا موقع دیا جائے اور انہیں یہ مہلت دی جائے کہ وہ غلط راہ اور طریقہ کو چھوڑ کر

صحیح راہ پر آجائیں، پہلی ہی غلطی پر سختی سے تنبیہ نہ کی جائے اور نہ ہی کسی غلطی کو ان کی علامت بنادی جائے، مثلاً اگر کسی بچہ نے کبھی چپکے سے کچھ پیسہ اٹھالیا، تو اسے ''چور'' کے نام سے پکارا جانا نہ شروع کردیا جائے؛ بلکہ اسے اصلاح کا موقع دیا جائے۔

سزا دینا

بچے بچیوں کے ساتھ اصل تو یہ ہے کہ نرم رویہ رکھا جائے؛ لیکن کبھی ان کو سزا دینا بھی ضروری ہوجاتا ہے، ایسے احوال میں ضرور مناسب سزا دی جائے؛ لیکن سزا دیتے ہوئے چند باتوں کی رعایت کرنی چاہئے: ایک تو یہ کہ پہلی ہی غلطی پر سزا نہ دیں، دوسرے یہ کہ سزا ان کی اصلاح کے لئے ہو، نہ کہ اپنے غصہ کی تسکین کے لئے، چنانچہ سخت غصہ اور طیش کی حالت میں سزا نہیں دینی چاہئے، تیسرے یہ کہ دوسرے بڑے لوگ یا چھوٹے بچوں --- خواہ وہ ان کے بھائی بہن ہی کیوں نہ ہوں --- کے سامنے سزا نہیں دینی چاہئے، یہ ان کے اندر ضد اور بے شرمی پیدا کرسکتی ہے، چوتھے یہ کہ پہلے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ذہنی سزا سے مقصد حاصل ہوجائے کہ ماں باپ اس کی تعریف نہ کریں، اس کو اپنی حرکتوں سے ناراضگی کا احساس دلائیں یا شائستگی کے ساتھ ڈانٹیں، پانچویں یہ کہ اگر ذہنی سزا سے کام نہ چل پائے، تب جسمانی سزا دیں؛ لیکن ایسی ہی جسمانی سزا درست ہے، جو ان کو تکلیف تو پہونچائے؛ لیکن نقصان نہ پہونچائے، چنانچہ چہرا اور دوسرے نازک اعضاء پر مارنا درست نہیں، حدیث پاک میں ہے: **اذا ضرب احدکم، فلیجتنب الوجہ** (١) جب تم میں سے کوئی مارے، تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے۔

سختی کے ساتھ نرمی کرنا

کسی غلطی پر اگر والد بچہ یا بچی کی تنبیہ کریں، تو ماں کو اور اگر ماں تنبیہ کرے، تو والد

---

١) مسلم عن ابی ھریرۃ، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن ضرب الوجہ، حدیث نمبر: ٦٦٥٢

کو چاہیئے کہ تنبیہ کے وقت تو اولاد کی طرف سے دفاع نہ کریں؛ لیکن تنبیہ کے بعد جب وہ گھبرائے گھبرائے سے ہوں اور تنبیہ کرنے والے کی نگاہ سے چھپ رہے ہوں، تو دوسرا ان کو اپنی بانہوں میں سمیٹے، ان کو بہلائے اور نرمی کے ساتھ سمجھائے کہ آپ کی تنبیہ فلاں کام پر ہوئی ہے، وہ کام گندا ہے، دیکھئے تو کہ آپ کو ابو (اگر انہوں نے تنبیہ کی ہو) یا امی (اگر انہوں نے تنبیہ کی ہو) آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں؛ لیکن انہوں نے بھی اس کام کی وجہ سے آپ کو سزا دی ہے، آئندہ کبھی مت کیجئے گا۔۔۔اس طرز عمل سے جہاں ان کی گھبراہٹ ختم ہوگی اور سکون ملے گا، وہیں ان کے اندر اپنی غلطی کا احساس بھی ہوگا، چنانچہ وہ آئندہ اس سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

میاں بیوی کے درمیان خوشگوار تعلقات کا ہونا

بچوں کی بہتر تربیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ ماں باپ کے درمیان تعلقات مضبوط و مستحکم اور خوشگوار ہوں، دونوں ایک دوسرے کا اچھی طرح خیال رکھنے والے ہوں اور باہمی نفرت پیدا کرنے والے اسباب سے بچنے والے ہوں، اس سے گھر کے ماحول میں سکون پیدا ہوتا ہے، نیز یہ کہ ایسے احوال میں یہ دونوں بچوں کی بہتر تربیت کی طرف متوجہ بھی رہتے ہیں، جو ان کی اچھی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔

اس کے برعکس اگر ماں باپ کے تعلقات کشیدہ ہوں، بچوں کے سامنے لڑتے جھگڑتے ہوں، تو گھر کا سارا سکون غارت ہوجاتا ہے اور ان کو اپنے جھگڑوں کی وجہ سے تربیت کی طرف توجہ کا موقع ہی نہیں ملتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھی تربیت سے محروم یہ بچے سکون کی تلاش میں سڑکوں پر اور ادھر ادھر پھرتے نظر آتے ہیں۔

طلاق کی صورت میں دل میں اللہ کا خوف رکھنا

سب سے ناپسندیدہ حلال چیز طلاق ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: أبغض

الحلال عند اللہ الطلاق۔ (۱) ---لیکن اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ نہ ہو پائے اور طلاق ہو ہی جائے، تو ایسی صورت میں دونوں کو اولاد کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور دونوں کو ان کے حق میں وہی کرنا چاہئے، جو ان کے لئے مفید ہو، اپنی ضد اور باہمی نفرت کی بھینٹ اولاد کو چڑھانا درست نہیں ہے۔

ماں باپ میں ہر ایک کو یہ چاہئے کہ وہ اولاد کے دل میں دوسرے کی نفرت نہیں؛ بلکہ محبت پیدا کریں اور ان کے سامنے دوسرے کی مذمت نہ کریں، ورنہ ان کی شخصیت غیر متوازن ہو جائے گی اور ان کی زندگی سکون سے محروم ہو جائے گی، جو اُن کی بہتر نشو و نما کے لئے زہر ہے۔

صحیح اسکول اور مدرسہ کا انتخاب کرنا

بچے بچیوں کی تعلیم کے لئے ایسے مدرسہ اور اسکول کا ماں باپ کو انتخاب چاہئے، جہاں کے طلبہ اور اساتذہ اچھے ہوں، جہاں کی انتظامیہ (ایڈمنسٹریشن) اور منہج درس و تربیت بہتر اور عمدہ ہو، جہاں اچھی تعلیم کے ساتھ طلبہ کے اخلاق و کردار کے سنوارنے پر بھی توجہ دی جاتی ہو، اس لئے کہ بچوں پر تعلیم گاہ کے ماحول اور وہاں کی تربیت کا بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اور غیر محسوس انداز میں بچے وہاں کے اساتذہ اور طلبہ کے اخلاق کو اپنے اندر اتار لیتے ہیں۔

اچھے تعلیمی ادارہ میں داخل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں سے بچے کی تعلیمی اور اخلاقی رپورٹ بھی لیتے رہنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ تاکہ اگر اصلاح کی ضرورت ہو، تو وقت پر آسانی سے اصلاح کی جا سکے، ورنہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب بچہ تعلیمی یا اخلاقی اعتبار سے بالکل ہی بگڑ جاتا ہے، تب ماں باپ کو پتہ چلتا ہے اور اکثر ایسی صورت میں اس کی اصلاح دشوار ہو جاتی ہے اور دکھ اور پچھتاوا ہی ہاتھ آتا ہے۔

---

۱) ابوداؤد عن ابن عمر، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، حدیث نمبر: ۲۱۷۸

گھر میں علمی و ثقافتی مجالس اور مقابلے کرانا

گھر میں بعض موقعہ پر علمی مجالس کا انعقاد کرتے رہنا چاہئے، جن میں بچوں کی عمر اور ذوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے مفید باتیں کی جائیں اور اچھی کتابیں پڑھی جائیں، اس سے بچوں کو مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں، نیز پڑھنے، اچھی طرح سننے اور گفتگو کا سلیقہ بھی ان میں پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح کبھی کبھی بچوں کے درمیان دینی اور ثقافتی مسابقے بھی رکھنے چاہئے اور ان میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے بچہ کو انعام بھی دینا چاہئے، اس سے بچوں کی معلومات وسیع ہوتی ہے، نیز ہمت وحوصلہ بھی بڑھتا ہے۔

بچوں کی لائبریری بنانا

بچوں کی عمر، ان کے ذوق اور سمجھ بوجھ کی رعایت کرتے ہوئے مختلف قسم کی مفید کتابوں پر مشتمل ایک مختصر لائبریری ان کے لئے ہونا چاہئے، اسی طرح اس لائبریری میں ایسی سی ڈیز بھی ہونی چاہئے، جو قرآن کریم کی تلاوت، دعاؤں، مفید قصوں اور اچھی نظموں پر مشتمل ہوں، ایسی کتابیں اور سی ڈیز بچوں کی دینی اور ثقافتی دونوں اعتبار سے اچھی نشوونما کا ذریعہ بنتے ہیں۔

دینی اور ثقافتی مجلسوں میں لے جانا

والد کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ مساجد میں اور آس پاس جو دینی یا ثقافتی مجلسیں منعقد ہوتی ہوں، ان میں لڑکوں کو لے جائیں اور والدہ کو بچیوں کے سلسلہ میں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ انہیں اپنے ساتھ خواتین کے دینی اور ثقافتی پروگرام میں لے جائیں۔

اولاد کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا

اللہ تعالی نے اگر سہولت عطا کی ہو، تو بچے کو لے کر حرمین شریفین کا سفر کرنا چاہئے،

نیز اپنی سہولت کے مطابق دوسرے جائز جگہوں کا بھی موقع بہ موقع بچوں کے ساتھ سفر کرنا چاہئے، اس سے بہت سارے فائدے حاصل ہوتے ہیں:

(الف) سفر میں بچوں کے اخلاق کی خوبی اور خرابی، اسی طرح ان کی ذہانت وکند ذہنی وغیرہ کو زیادہ اچھی طرح جاننے کا موقعہ ملتا ہے، جس سے ان کی اچھی تربیت کے لئے رہنمائی ملتی ہے۔

(ب) ان کو خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے۔

(ج) ان کو نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں، نیز تجربات ہوتے ہیں، جن سے ان کا ذہن کھلتا ہے۔

بچوں کو نیک اور قابل لوگوں سے مربوط رکھنا

ماں باپ کو یہ چاہئے کہ وہ بچوں کو نیک اور صالح لوگوں کے پاس لاتے لے جاتے رہیں، اس سے ان کی پیروی کا جذبہ بچوں میں پیدا ہوتا ہے اور ان کے اندر نیک کاموں کی رغبت اور برے کاموں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔۔۔اسی طرح بچہ جس علم یا فن سے مناسبت رکھتا ہو، اس علم اور فن کے قابل، تجربہ کار اور ماہر افراد سے بھی بچوں کی ملاقات کرانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس سے بچوں کو اپنی دلچسپی کے میدان میں آگے بڑھنے کا رخ ملتا ہے اور ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔

لڑکیوں کو دینی ودنیوی ضروری چیزوں کی تعلیم دینا

تعلیم جس طرح لڑکوں کا حق ہے، اسی طرح لڑکیوں کا بھی حق ہے، چنانچہ والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کی طرف بھی اچھی طرح توجہ دیں اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے مزاج اور رجحان کے مطابق انہیں تعلیم دلائیں، اس کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انہیں حیض ونفاس وغیرہ سے متعلق مسائل سے اچھی طرح

واقف کرائیں، کیوں کہ اس سے اسلام کے دو اہم رکن نماز اور روزہ متعلق ہیں، نیز شادی کے بعد کے بھی کئی اہم مسائل ان سے متعلق ہیں، اسی طرح گھریلو نظم ونسق سے متعلق ضروری چیزوں جیسے کھانا پکانا، کپڑے دھلنا، گھر سنوارنا، کپڑے سینا وغیرہ کی بھی تربیت بچیوں کو ضرور دی جانی چاہئے۔

لڑکیوں کو تنہا باہر نہ نکلنے دینا

بازار کا کوئی کام ہو یا ڈاکٹر سے ملنا ہو، کسی رشتہ دار کے یہاں جانا ہو یا کسی سہیلی سے ملاقات کرنا ہو، خواہ کسی مقصد سے لڑکی کو باہر جانے کی ضرورت ہو، تو اسے والدین تنہا بغیر محرم کے نہ جانے دیں؛ بلکہ اگر باہر نکلنے کی کوئی زیادہ ضرورت نہ ہو اور اس ضرورت کو کوئی لڑکا پورا کرسکتا ہو، تو لڑکی کو باہر جانے ہی نہ دیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **وقرن فی بیوت، ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى** (۱) چنانچہ ماں باپ کے لئے یہ بھی درست نہیں ہے کہ ایسے اسکول، کالج میں داخل کریں، جو گھر سے دور ہو اور کوئی محرم وہاں تک چھوڑنے اور لانے نہ جاتا ہو اور نہ ہی اس کے آنے جانے کے لئے شرعاً کوئی محفوظ انتظام ہو۔

تشبہ اختیار کرنے سے روکنا

ماں باپ کے ذمہ یہ فریضہ بھی عائد ہوتا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کو جیسے لباس وغیرہ پہننے سے اور دوسری چیزوں میں بھی لڑکیوں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچائیں، اسی طرح لڑکیوں کو بھی لڑکوں جیسا لباس، ان کی طرح کی وضع قطع اور طور طریق اپنانے سے روکیں ،حدیث پاک میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے: **لعن رسول الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔** (۲) اللہ کے رسول ﷺ نے ان مردوں پر

---

۱) الاحزاب: ۳۳

۲) بخاری عن ابن عباس، کتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء، حدیث نمبر: ۵۸۸۵

لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی، جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

اسی طرح بچے بچیوں کو کافروں--- ہندو، سکھ وغیرہ--- کی، نیز فاسقوں جیسے فلمی اداکار اور اداکارہ، ماڈلس وغیرہ کی (گو کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں) مشابہت اختیار کرنے سے ضرور بچانا چاہئے؛ کیوں کہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے افراد کی مشابہت اختیار کرنے پر سخت وعید فرمائی ہے، ارشاد ہے: **من تشبہ بقوم فھو منھم** (۱) جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ ان ہی میں سے ہے۔

اختلاط سے بچانا

بچوں میں جب تھوڑا شعور پیدا ہو جائے، تو انہیں محارم کے علاوہ دوسری عورتوں کے پاس آنے جانے نہ دیا جائے اور قریب البلوغ ہوتے ہی بالکل روک دیا جائے اور اسے اس بات کی تاکید کی جائے کہ مردوں کے رہائشی حصہ میں رہیں اور زیادہ وقت مردوں کے ساتھ گذاریں، اسی طرح لڑکیاں بھی جب تھوڑی بڑی ہو جائیں، تو محارم کے علاوہ لڑکوں اور دوسروں مردوں کے سامنے انہیں جانے نہیں دیا جائے اور جب مناسب قد کاٹھ نکل آئے، تب بالکل ہی پابندی لگا دی جائے اور عورتوں کے درمیان رہنے کا حکم دیا جائے، اسی طرح سن شعور کو پہنچ جانے والے لڑکے اور لڑکیوں کو ایسے اسکول اور کالج میں داخل نہ کیا جائے، جہاں مخلوط تعلیم ہو کہ یہ درست نہیں ہے۔

اس پہلو سے بچے بچیوں کی تربیت پر توجہ دینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اندر اپنی صنف کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں، نیز وہ اخلاقی برائی اور جنسی بے راہ روی سے محفوظ رہتے ہیں۔

---

۱) ابو داؤد عن ابن عمر، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، حدیث نمبر: ۴۰۳۱

مناسب وقت پر شادی کر دینا

لڑکا جب شادی کی عمر کو پہنچ جائے، شادی کی وجہ سے اپنے اوپر آنے والی مالی اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی صلاحیت رکھے اور شادی کی ضرورت بھی محسوس کرے، تو ماں باپ کو مناسب لڑکی دیکھ کر شادی کر دینی چاہیے؛ تاکہ وہ ذہنی وجسمانی سکون کے ساتھ باعفت زندگی گذارے، اسی طرح جب لڑکی شادی کی عمر کو پہونچ جائے، تو جب کوئی ایسا رشتہ مل جائے، جو دینی، اخلاقی اور ذہنی اعتبار سے مناسب ہو، تو شادی کر دینی چاہیے ، جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **یاعلی ثلاث لاتوخرھا: الصلوۃ اذا اتت، والجنازۃ اذا حضرت، والایم اذا وجدت لھا کفوا۔**(۱) اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، نماز میں جب کہ اس کا وقت آجائے، جنازہ میں جب کہ وہ آجائے، اور لڑکی کے نکاح میں جب کہ تم اس کا کفو پالو۔

نتائج کے سلسلہ میں عجلت نہ کرنا

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر ماں باپ اولاد کی تربیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی بہتر تربیت کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو فوراً ہی ان کوششوں کا اثر دکھائی دینے لگتا ہے؛ لیکن کبھی اس سلسلہ میں کوششوں کا نتیجہ کچھ دیر سے ظاہر ہوتا ہے، لہٰذا ماں باپ کو یہ چاہیے کہ اپنی طرف سے مکمل کوشش کرنے کے بعد صبر کے ساتھ ان کے فوائد کا انتظار کریں، نتیجہ کے سلسلہ میں جلدی نہ کریں۔

مایوس نہ ہونا

والدین اگر اپنی طاقت بھر اولاد کی اچھی تربیت کے لئے کوشش اور محنت کر رہے ہوں؛ لیکن پھر بھی وہ اولاد کو بے راہ رو اور سیدھے راستے سے ہٹا ہوا دیکھیں، تو ہمت نہ

---

۱) ترمذی، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل، حدیث نمبر ۱۷۱

ہاریں؛ کیوں کہ ہمت ہارنا اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہوجانا مؤمنوں کی صفات میں سے نہیں ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:لاتقنطومن رحمۃ اللہ (۱) اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو ،دوسری جگہ ارشاد ہے:انه لاییأس من روح اللہ الا القوم الکافرین۔ (۲) کافرلوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ بلکہ دعا کرتے رہیں اور یہ امید رکھیں کہ اس کا ثمرہ جلد ہی ظاہر فرمائے گا اور یہ توقع رکھیں کہ نصیحت ان شاء اللہ ضائع نہیں ہوگی،اس کا پھل گو کہ کچھ دیر سے ہو،لیکن ضرور ظاہر ہوگا۔

نیکی کے کاموں میں بچوں کا تعاون کرنا

بچے بچیاں نیکی کا کام کرنے کے لئے بڑھیں،تو ماں باپ کو نہ صرف ان حوصلہ افزائی کرنی چاہئے؛ بلکہ جہاں تک ہوسکے ان کا تعاون بھی کرنا چاہئے؛ تاکہ نیکی کے کام کی محبت ورغبت ان کے دل میں پیدا ہو،ان کے اس کام میں کسی قسم کی دشواری نہیں پیدا کرنی چاہئے کہ اس سے نیکی کے کام سے بے رغبتی پیدا ہوگی۔

اولاد کے اچھے کاموں کو یاد رکھنا

والدین کو اپنے بچوں کے اچھے کاموں کو یاد رکھنا چاہئے اور کبھی کبھی اچھے لفظوں میں ان کا تذکرہ بھی کرنا چاہئے،ان کے اس طریقے سے جہاں اولاد کی حوصلہ افزائی ہوگی، وہیں ان کے اندر اس کی وجہ نیکی کے کام کرنے اور اس پر جمے رہنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔

ماہرین سے مشورہ

ماں باپ کو یہ بھی چاہئے کہ وہ بچوں کی دینی تربیت کے سلسلہ میں علماء اور بزرگوں سے،ان کی جسمانی اچھی نشوونما کے لئے ڈاکٹروں سے اور ان کی اخلاقی تربیت کے لئے اس

---

۱) الزمر:۵۳

۲) یوسف:۸۷

میدان کے تجربہ کار افراد سے مشورہ کرتے رہیں، اس سے ان کو بچوں کی ذہنی، جسمانی، فکری اوراخلاقی ضرورتوں کوآج کے بدلتے ہوئے احوال میں سمجھنااوران کی رعایت کرتے ہوئے عمدہ تربیت سے آراستہ کرنا آسان ہوگا اور یہ چیز ان کے لئے معاون ومددگار بنے گی۔

تربیت سے متعلق مفید کتابیں پڑھنا

اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں جو مفید کتابیں ہیں، وہ خود ان کے مصنفین اوراس میدان کے دوسرے ماہرین کے گہرے مشاہدے اورطویل تجربوں کا عطراور نچوڑ ہوتی ہیں، ان کتابوں کا مطالعہ بھی اچھی تربیت کے لئے معاون اور مددگار عمل ہے،اس تعلق سے عربی اورانگریزی زبان میں اچھا خاصا لٹریچر موجود ہے؛ البتہ اردو میں ابھی ایسے لٹریچر کی کمی ہے ،اور یہ میدان اسکالرس کی توجہ کا محتاج ہے،اردو میں اس حقیر کی نگاہ میں اس موضوع پر سب سے بیش قیمت کتاب مرحوم ابن فرید کی (بچے کی تربیت) ہے اوراس لائق ہے کہ ہر ماں باپ اسے پڑھیں۔

اچھی تربیت کے دنیوی واخروی فضائل کا استحضار رکھنا

قرآن حدیث میں اولاد کی اچھی تربیت کی جو ذمہ داری والدین کوسونپی گئی ہےاور اس پر جو دنیوی اور اخروی فضیلتوں اور ثواب کا تذکرہ ہے،اس کو ذہن میں رکھنے سے بھی والدین کواچھی تربیت کے لئے کوشش کرنے کا حوصلہ ہوگا اوراس راہ میں جو مشقت آئے گی، اس کو برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا---دنیوی اچھائی تو واضح ہے کہ اگر اولاد صالح ہوگی،تو والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی،ان کی نیک نامی کا سبب ہوگی اوراخروی متعدد فضیلتوں میں سے ایک اہم وہ ہے،جس کی طرف حدیث پاک میں اشارہ گیا گیا ہے کہ والدین کے دنیا سے چلے جانے کے بعدان کی نیکی کا رجسٹر بندنہیں ہوگا؛ بلکہ صالح اولاد کی طرف سے اعمال صالحہ کی سوغات ان تک پہونچتی رہے گی،اللہ کے رسول ﷺ کاارشاد ہے:

اذا مات الانسان انقطع عملها الا من ثلاثة أشياء: من صدقة جارية، او علم ینتفع به، او ولد صالح، یدعو له۔(۱)

تربیت میں کوتاہی کے نتائج کو ذہن میں رکھنا

اولاد، انسان کی اولاد ہی رہے گی کسی بھی حال میں ماں باپ اور اولاد کا رشتہ ختم نہیں ہوسکتا ہے، لہذا اگر والدین ان کی تربیت کے سلسلہ میں لا پرواہی برتیں گے، تو یہ ان کے لئے باعث ننگ وعار بن جائیں گے اوران کے خراب ہونے کی صورت میں ساری دنیا کی نگاہیں ماں باپ پر بھی اٹھیں گی اور لوگوں کی زبان پر لعنت وملامت کے کلمات ان کے سلسلہ میں بھی آئیں گے اور اخروی اعتبار سے تو تربیت میں غفلت برتنا ایک مہلک اور قابل مواخذہ چیز ہے ہی ---اگر انسان دنیوی واخروی اس نقصان کو پیش نظر رکھے، تو اولاد کی تربیت کی کوشش میں یہ چیز اس کے لئے معاون ہوگی۔

خلاصۂ بحث

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں جو احکام آئے ہیں اور جن کی روشنی میں پیچھے ۶۴ رہنما اصول ذکر کئے گئے ہیں، ان سب کو اگر بہت مختصر کر کے ذکر کیا جائے، تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماں باپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اولاد کی تربیت میں ہر اس چیز کی کوشش کریں، جو ان بچے بچیوں کے لئے دینی، دنیوی، جسمانی اور فکری اعتبار سے مفید ہو اور ہر اس چیز سے انہیں محفوظ رکھیں اور بچانے کی کوشش کریں، جو ان کے لئے کسی بھی طور پر مضر ہو۔

۱) ابوداؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الصدقة عن المیت، حدیث نمبر: ۲۸۸۰

تعارفی خاکہ

محمد رضی الرحمن قاسمی

شخصی خاکہ:

نام	:	محمد رضی الرحمن قاسمی بن حضرت مولانا صفی الرحمن قاسمی
گھر کا پتہ	:	علیم آباد نمرولی، دربھنگہ
موبائل نمبر اور ای میل:		+91- 8848635701 raziqasmi@gmail.com
تاریخ پیدائش	:	31 جنوری 1986ء
ازدواجی حالت	:	شادی شدہ
اولاد	:	چار: دانیال رضی (مئی 2016)، ہبہ رضی (نومبر 2017)، داوود رضی (اکتوبر 2021)، حراء رضی (اگست 2023)
تعلیمی سفر	:	پرائمری، حفظ، اعدادیہ، ابتدائی اور ثانوی تعلیم: مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھروارہ دربھنگہ (1994-2005)
عربی سوم	:	مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ، اتر پردیش (2003)
فضیلت	:	دارالعلوم دیوبند، اتر پردیش (2007)

افتاء واختصاص فی الفقہ (ایم اے شریعہ): المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (2009)

تدریب تحقیق : المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (2010)

(معہد کے اس سہ سالہ عرصہ میں مخدومی حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی زید مجدہ کے خصوصی علمی رفیق کے طور پر بھی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے)

مولوی(12) : بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

فوقانیہ(10) : بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

بی اے(اسلامک اسٹڈیز، اردو، نظم ونسق عامہ): مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد(2011)

ایم اے(ماڈرن عربی): مدراس یونیورسٹی چنئی(2013)

ڈپلومہ ان ریسرچ : امام الدعوہ اکیڈمی

(ملحق: جامعہ ام القری مکہ مکرمہ، سعودی عرب)(2022)

تدریسی وعملی خدمات:

اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبہ قرآن وحدیث: الجامعہ الاسلامیہ، کیرالا(اکتوبر 2023-تاحال)

ممبر : آل انڈیا ایسوسی ایشن آف عربک ٹیچرس اینڈ اسکالرس

(2016 تا - -)

مربی (کاؤنسلر) واستاذ برائے عربی واسلامک اسٹڈیز: رضوی انٹرنیشنل ینبع، مدینہ منورہ، سعودی عرب(اپریل 2016 -ستمبر 2023)

استاذ برائے عربی واسلامک اسٹڈیز: آئی آئی اس دوحہ، قطر(اکتوبر 2013 تا فروری 2016)

لکچرر وصدر شعبہ فقہ اسلامی واصول فقہ: جامعہ اسلامیہ شانتا پورم، کیرالا

(جون 2011 تا اکتوبر 2013)

استاذ فقہ اسلامی، حدیث شریف وشعبہ افتاء: جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹکا

(اکتوبر 2010 تا مئی 2011)

استاذ تفسیر (جز وقتی): قرآن فاؤنڈیشن حیدر آباد(2010)

عوام میں اصلاحی بیانات:

تقریباً پندرہ سالہ تدریسی عرصہ میں اس حقیر نے جو فنون اور کتابیں پڑھائی ہیں،

وہ درج ذیل ہیں:

(۱)مشکاۃ المصابیح (۲)ہدایہ (۳)شرح الوقایہ (۴)الفقہ المیسر
(۵) رسم المفتی (۶)سراجی (۷)نحو وصرف (۸)عربی انشاء
(۹)فقہ العبادات (۱۰)اصول فقہ (۱۱)تفسیر آیات الاحکام
(۱۲) معاملات مالیہ معاصرہ (۱۳)شبہات حول السنۃ والدفاع عنہا
(۱۴) قطر وزارت تعلیم کی آٹھویں جماعت سے بارہویں جماعت تک کی اسلامیات، فقہ، عقیدہ اور عربی زبان کی کتابیں
(۱۵) سعودی وزارت تعلیم کی آٹھویں جماعت سے بارہویں جماعت تک کی اسلامیات، فقہ، عقیدہ اور عربی زبان وادب کی کتابیں

تصنیفی وتالیفی خدمات:

۱] فسخ وتفریق (اردو): (فسخ وتفریق کے موضوع پر ائمہ اربعہ کے نقاط نظر مع دلائل ذکر کر کے ان میں ترجیح وتطبیق کی بابت مصنف نے تفصیلی گفتگو کی ہے)

۲] اولاد کی تربیت ---کوتاہیاں اور رہنما اصول (اردو)

https//:kitabosunnat.com/kutub-library/Ulad-Ki-Tarbiyat-Kotahiyan-Aur-Rehnuma-Usool

۳] النسخ فی القرآن الکریم ودحض الشبہات المثارۃ حولہ (عربی)

https//:ia802906.us.archive.org/16/items/najeebqasmi_books/an-naskh-fil-Quran-kareem.pdf

۴] بین المذاہب تعلقات اور اسلام (اردو، ڈاکٹر علی محی الدین قرہ داغی کی کتاب ''نحن و الآخر'' کا ترجمہ)

۵] اصول الفقہ المیسرۃ (عربی، مخدومی حضرت الاستاذ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی اردو کتاب ''آسان اصولِ فقہ'' کی تعریب)

٦] ملک اور بیرون ملک کے اردو عربی جرائد و مجلّات - جیسے الداعی، البلاغ، ترجمان دارالعلوم - اخبار ورسائل میں اور الیکٹرانک پورٹل پر سوا سو سے زائد فقہی، اصلاحی، ادبی اور معاشرتی موضوعات پر مقالات و مضامین چھپ چکے ہیں۔

https//:www.linkedin.com/in/mohammad-raziur-rahman-%D9%85٪D8%AD٪D9%85٪D8%AF-%D8%B1%D8%B6%D9%8A-%D8%A7%D9%84٪D8%B1٪D8%AD%D9%85٪D9%86-b8a321a4/details/featured/

سیمینار و کانفرنس:

پچیس سے زیادہ فقہی، ادبی اور تربیتی سیمینار اور کانفرنس میں شرکت کی ہے، جو ہندوستان، ماریشس، قطر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور اردن میں ہوئے۔

سوشل میڈیا اکاؤنٹس:

لینکڈ اِن:

www.linkedin.com/in/mohammad-raziur-rahman-b8a321a4

ایکس:

https//:x.com/raziqasmi

فیس بک:

https//:www.facebook.com/mohammad.raziurrahman

یوٹیوب :

http//:www.youtube.com/@raziqasmi

بیرون ملک اسفار : سعودی عرب، قطر، متحدہ عرب امارات UAE، عمان، اردن، ماریشس، نیپال